[illegible]

[illegible]

LIBRARY

چہارم قوت جاذبہ کو زیادہ کرنا پنجم خون کو پتلا کرنا

خوف فصد کے

اوّل بیہوشی مہلک دوم ضعف خون سوم امراض قلب چہارم استسقا

نکات

نکتہ ۱ اکثر اوقات کہنی کی کوئی رگ کھول دینی کافی ہوتی ہی جیسے
بیزالک * یا * میڈین بیزالک * یعنی باسلیق اور ہفت اندام
لیکن بعض امراض سر میں لڑکوں سے * جوگولر وین * اور جوانوں کی
ٹمپرل آرٹری کھولنی بہتر ہی

نکتہ ۲ چھوٹے بچوں اور ضعیف آدمیوں کی فصد کھولنی مناسب نہیں ہی
کیونکہ اونکو اسکی برداشت نہیں ہوتی

نکتہ ۳ دیہات کے باشندے شہر کے رہنے والوں کی نسبت خون کے اخراج
کی زیادہ برداشت کر سکتے ہیں

نکتہ ۴ بلغمی مزاج اور وہ لوگ جن میں مادہ کنٹھ مالا یا * سکروفی * یا *
تھائیسس * کا پایا جاتا ہی خون کے زیادہ اخراج کے متحمل نہیں ہوتے
اور اسی طرح وہ لوگ جن کو امراض قلب لاحق ہوتے ہیں خون نکلنے کے
متحمل نہیں ہوتے

نکتہ ۵ حالت حیض اور تبخیر رحم کے مرض میں گو کیسی ہی علامات شدت کی

ماشاء الله ولا قوة الا بالله

بتوفیق ایزد منان موجد زمین و زمان حسین آوان میمنت توامان دیوان فصاحت عنوان

کان منظوم

۱۲۹۶

[illegible] صاحب [illegible] حافظ [illegible]

باہتمام راجی غفران محمد عبد الرحمن بن حاجی محمد روشن خان مغفور تربیت یافتہ برادر معظم محمد مصطفی خان میرٹھ

در مطبع نظامی واقع کانپور ۱۲۹۴ھ مطبوع گردید

URDU SEMINAR
S. Zamim 19-8-71
۵۳۲۳۹
MAULANA AZAD LIBRARY, A.M.U. ALIGARH
19 AUG 1970
M.A.LIBRARY, A.M.U.
U53239

وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعالمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شہرہ ہی جابجا جو قلم کے صریر کا ٭ ہی سب یہ فیض حمد خدائے قدیر کا

قدرت سے اوسکی گوہر شہوار ہو گیا ٭ قطرہ گرا زمین پہ جو ابرِ مطیر کا

اعمال نیک مین ہی مصروف رات دن ٭ لازم بشر کو خوف ہے بئس المصیر کا

العجز و انکسار کو ہر طرح اختیار ٭ ارشاد سب سے ہی یہ طریقت کے پیر کا

قارونکا حال سُنکے یہ حیرت ہوئی مجھے ٭ دل سے خیال مٹ گیا مالِ خطیر کا

منظور تھا کہ جان وہ دے بیستون پر ٭ حیلہ تھا کوہکن کو فقط جوئے شیر کا

سب بارگاہِ عشق مین یکسان ہین دوستو ٭ یہان فرق کچھ نہین ہی امیر و فقیر کا

جسجا یہ مجتمع ہوں سخندان خوش بیان / وہاں کیا حساب مجھ سے نحیف و حقیر کا

اُس دن ضرور زیر زمیں ہوئیگا مقام / پھر امتیاز کیا ہی سریر و حصیر کا

سب کا نیاز مند ہوں مجکو نہیں غرور / خدمتگذار ہوں میں صغیر و کبیر کا

ملتا ہی جو خدا سے قناعت اوسی پہ ہی / پابند میں نہیں ہوں قلیل و کثیر کا

انصاف میری طبع میں ہی اور حسد نہیں / مشتاق دل سے ہوں سخن دلپذیر کا

کیونکر نہ دلپسند ہو ناسخ مرا کلام / روح القدس ہی نام مرے ہمصفیر کا

پھر ہول روز حشر کا ہرگز نہ خوف ہو / دامن جو ہاتھ میں ہو بشیر و نذیر کا

شائق یہی دعا ہی کہ میدانِ حشر میں
سایہ ملے لوائے بشیر و نذیر کا ؎

شجر سے گل سے جلوہ ہی نمایاں تیری صنعت کا / لطافت کا دیا جامہ ہے اوسکو نزاکت کا

ادا ہرگز نہو گا وصف اے رب تیری صنعت کا / حلاوت کا کریں ہم شکر یا شور ملاحت کا

نخواہاں ہوں میں شوکت کا نہ شکوہ ہی مصیبت کا / فقط طالب ہوں جان و دل سے میں تیری محبت کا

جو بندے خاص ہیں تیرے زبانیں اونکی جاری ہیں / کہ ہمسے حق ادا ہوتا نہیں تیری عبادت کا

نہ دیکھیں گے اوٹھا کر آنکھ بھی ہم تخت شاہی کو
خدا گر دے اگر مسند نشین قصر قناعت کا

الٰہی آبرو وہان ہم سیہ کارونکی رکھ لینا
سنا ہے سخت ہے معرکہ روز قیامت کا

سوا تیری محبت یا سوا کے دل سے اوٹھ جائے
الٰہی درد دے دل میں تو ایسا اپنی الفت کا

سدا ہے ورد زبان بس نام تیرا اے مرے خالق
جو نکلے جان شائق تن سے اور ہو وقت رحلت کا

کر لکھوں میں وصف ذات احمد مختار کا
شہرہ عالم میں ہو میری خوبیٔ گفتار کا

کوئی شے اوسکو نہیں بھاتی ہے دنیا کی کبھی
ہو گیا ہے عشق جسکو سید ابرار کا

سنکے امت بھی زبان سے حضرت احمد کا نام
کہتا ہے صلِّ علیٰ پتّا ہر اک گلزار کا

نعت احمد گر زبان سے تیری نکلے عندلیب
دُر کر بوسے لے ہر غنچہ تیری منقار کا

پہلے کرلوں کہکشان کو فرش اونکی راہ میں
تب کروں کچھ وصف اونکی خوبیٔ رفتار کا

آب حیوان خضر کی نہیں خواہش اوسے
جو کہ طالب ہے نبی کی شربت دیدار کا

آفتاب حشر کی حدت سے اوسکو ڈر نہیں
جسکے سر پر پڑ گیا سایہ تری دیوار کا

جو فدا ہیں جان و دل سے احمد مختار کے
حظ اونہیں ہوئیگا حاصل نعت کے اشعار کا

جو کہ منکر ہین نبوت کے لیے اشائق ضرور
بعد مرنے کے مزہ پائین گے وہ انکار کا

وصف اعجاز پیمبر جب رقم کرنے لگا
سر جھکا کر سجدۂ ایزد قلم کرنے لگا

سرکشی پر نفس امّارہ ہوا جب مستعد
نام حضرت کا مین پڑھکر اوسے خم کرنے لگا

پہلے اوسکو تھا میری جانب نہایت التفات
کیا سبب ہے اندنون الفت وہ کم کرنے لگا

زخم پر چھڑکا نمک قاتل نے اپنے ہاتھ سے
دیکھئے تو بیوفا ایسا ستم کرنے لگا

صدق سے لے نام شائق کی لب پہ تھا وان
حکم حق سے قصد جب سوئے عدم کرنے لگا

گلشن مین ہوا جب گذر اوس غنچہ دہن کا
مرجھا یا نظر آیا ہر اک پھول چمن کا

شوخی ہی شرارت ہے غضب ہے تری رفتار
اللہ نگہبان ہی صنم تیرے چلن کا

دعویٰ کرے گر ہمسری قامت گلرو
کٹوا لون قلم سر مین ابھی سرو چمن کا

جائیگا نہ یون ہول دل اپنا یہ طبیبو
اک بوسہ لا دو مجھے اوس سیب ذقن کا

ہم سوختہ جانونکو ستاتا ہی شب و روز
جلجا ہی جگر کاش لب اس چرخ کہن کا

موںھہ چاندنی حجلت سے تہ ابر چھپایا ۔ سونے مین جو چہرہ کھلا اوس سیم بدن کا
اک اور مخل نکلا انیا وصل کی شب مین ۔ ہاتھہ اونکو لگایا تو لڑا پاؤنکا جھٹکا

کچھہ ہول قیامت کا نہین خوف ذرا بھی
شائق کو بھروسا ہی شہنشاہ زمن کا

جوانی کا جوبن جو ڈھل جائیگا ۔ بتون کا یہ نقشہ بدل جائیگا
ڈرا ای دل نہ کر زلف سے ارتباط ۔ یہ ہی اژدہا بس نگل جائیگا
ہوئی ہمکو امید تیرا مریض ۔ سنبھلتے سنبھلتے سنبھل جائیگا
نکر شمع روشن تو گھر مین کبھی ۔ جو پروانہ دیکھے گا جل جائیگا
نہ مانے گا یہ دل یقین ہی مجھے ۔ اگر آج ٹھیرا تو کل جائیگا
منالاؤنگا اوسکو مین اب ضرور ۔ کوئی اپنا فقرہ جو چل جائیگا
بہت گالیان دین زبان روک لو ۔ مرے مونھہ سے بھی کچھہ نکل جائیگا
جو کرنی ہو نیکی توقف نکر ۔ تو روئیگا جب وقت ٹل جائیگا
پھونکے گا جو صور قیامت تو بس ۔ او سیدم یہ عالم بدل جائیگا

نہ روک اشک کو اپنے شائق کبھی
یہ ہی طفل اشک مچل جائیگا

کوچہ سے میرے جبکہ وہ خندان نکل گیا
پہلو سے دل بھی دوڑ کے نالان نکل گیا

طغیانی میرے اشک کی کم ہوگئی ہے اب
شکر خدا کرو کہ یہ طوفان نکل گیا

شمشیر مینے دیکھی جو قاتل کے ہاتھ مین
قبضہ سے میرے یہ دل حیران نکل گیا

لخت جگر بنا جو میرا لعل شب چراغ
آنسو بھی بنکے گوہر غلطان نکل گیا

بلواکے اوسنے مجکو دیا بوسۂ ذقن
شائق کے دلسے آج یہ ارمان نکل گیا

بیوجہ کسی دل کا ستانا نہین اچھا
ہمراہ رقیبون کے یہ آنا نہین اچھا

ڈر خوف مکافات نصیحت کو میری سن
پروانہ کو اے شمع جلانا نہین اچھا

کلرویونکی الفت مین ہے نقصان دل و دین
یہ بار کسی طرح اوٹھانا نہین اچھا

لازم تھا کہ کچھ پھول چڑھاتا تو سمن بر
تیوری میری تربت پہ چڑھانا نہین اچھا

ایک روز یہ گل پھولیگا کہنا میرا مانو
صحبت مین دراندازونکی جانا نہین اچھا

ہم جان سے شیدا ہین مگر تمکو ہی غفلت
جو یاد کرے اوسکو بھلانا نہین اچھا

غیروں سے گلے ملتے ہو اور ہمکو تو صاحب
در پردہ بھی آواز سنانا نہین اچھا

جو دل مین ہو وہ صاف بیان کیجئے صاحب
محرم سے کوئی بات چھپانا نہین اچھا

مرجاؤنگا مین یار کے قدموں سے لپٹ کر
صدمے شب فرقت کے اوٹھانا نہین اچھا

اونسے ہی وہ ایک بات پہ ہو جاتے ہین برہم
ای جوش جنون شور مچانا نہین اچھا

ڈر ہے مجھے صحبت کا اثر تجھہ مین ہو جاے
محفل مین رقیبون کو بلانا نہین اچھا

رحم انمین نہین نام کو بیمہر و وفا ہین
دل ایسے حسینوں سے لگانا نہین اچھا

جلجائین گے اک آہ مین سب کوچہ و بازار
دیکھو مجھے اسطرح جلانا نہین اچھا

کچھہ توشۂ عقبی کی بھی کر فکر تو شائق
یون عمر گرانمایہ گنوانا نہین اچھا

باڑ پر چڑھنا نہین بیوجہ اس تلوار کا
اک نہ اک دل ہو گا کشتہ ابروے خمدار کا

قبضہ ہو آب بقا پر عاشقونکا کیا عجب
پی چکے پانی جو اے قاتل تری تلوار کا

غرق ہونے سے بچے ہم آج بحر اشک مین
گھاٹ دیکھا جبکہ اے قاتل تری تلوار کا

نجیہ کا احسان ہی تو نہین نفس شمر کے لئے
تیغ کا پھل کھاؤ نہین پانی پیو ہون تلوار کا

ہر رگ و ریشہ مین شیرینی مین پاتا ہون صنم
کیا شکر پارہ تھا قاتل پھل تری تلوار کا

سرخرو ہوتی ہی عشاق کو بس آرزو
ہر گلو مشتاق ہی قاتل ترے اک وار کا

زلف ای دلبر تری کالی بلا ہی بسر
عاشقون کے واسطے کوڑا انبا ہی مار کا

کرکے وعدہ وصل کا اور پھر مکر جاتے ہو تم
کیا ٹھکانا آپ کے اقرار اور انکار کا

ہون گل رعنا کا عاشق خار کھاتے ہین رقیب
صاف ہی تختہ کہین اُس خار سے گلزار کا

کر دیا اشکون سے جل تھل ہو گیا سبزہ نمود
ابر بھی ممنون ہی میری چشم دریا بار کا

شکر ہی خالق کا اے ہمدم سوا اُس دوست کے
اپنی محفل مین نہین ہی نام بھی اغیار کا

مونھہ چھپا جاتا ہی اکثر بعوض زلف یار سے
کچھ عجب ہی تار یار و نافہ تاتار کا

چشم وحدت بین جو حاصل ہو تو آجائے نظر
ایک ہی رشتہ تسبیح اور زنار کا

فیض سے روح القدس کے ملتے ہین مضمون مجھے
خلق مین کیونکر نہ شہرہ ہو مرے اشعار کا

بخشے عصیان شائق اے آمرزگار
واسطہ دیتا ہون تجکو احمد مختار کا

اے دل تو اوسکے عشق مین برباد کیون ہوا
مجھہ ناتوان پہ ہر بیداد کیون ہوا

ہی قید و پابگل چمنستان دہر مین
پہر نام سرو دستو آزاد کیون ہوا

کرتا ہی اب شکایت رنج و الم عبث
دیوانہ تجکو عشق پریزاد کیون ہوا

کافی تہا میرے واسطے صحرا کا نوک خار
طیار پہر فصد یہ فصّاد کیون ہوا

چہوڑا تہا تمنے ابرو کو محراب جانکر
ٹیڑہا تو مجھسے اوستم ایجاد کیون ہوا

اوس سرو قد کے سامنے کیا اصل اسکی ہی
مغرور خوش قدی پہ یہ شمشاد کیون ہوا

امید وصل یار مین کی تلخ زندگی
شیرین پہ شیفتہ دل فرہاد کیون ہوا

گر میرے آہ و نالہ مین تاثیر کچھہ نہ تھی
تو موم اوسکا سینۂ فولاد کیون ہوا

تصویر میرے یار کی اوس سے نہ کھینچ سکی
شرمندہ اپنے ہاتھ سے بہزاد کیون ہوا

شاید کیا ہی وصل کا اقرار یار نے
ورنہ یہ آج سوختہ جان شاد کیون ہوا

بلوایا اوسنے مجکو تو بولے رقیب یہ
بھولا تھا اوسکو پہر وہ تجھے یاد کیون ہوا

حیرت یہی ہی ہمکو کہ بیوجہ بے سبب
دشمن ہمارا وہ ستم ایجاد کیون ہوا

اس دولت عظیم کے قابل یہ بت نہ تھے
انکو عطا یہ حسن خداداد کیون ہوا

اہل جنون کو بخت سے اپنی یہ ہی گلہ
پیدا جہان مین فرقۂ حدّاد کیون ہوا

اوسنے تو خون معاف کیا مجھہ نزار کا
آمادہ پھر قتل یہ جلاد کیون ہوا

اس راز کو سوے خدا جانے کوئی کیا
پیدا بشر کے ساتھہ یہ ہمزاد کیون ہوا

گر ہی نہین عمارت عالی کی باز پرس
حضرت سے حکم منع یہ ارشاد کیون ہوا

مضمون پہ اس حدیث نبی کی نہ کی نظر
ای بے خبر تو پیرو شدّاد کیون ہوا

پیمان شکن ہمیشہ مین اوسکو کہا کیا
اب آج میری کہنے سے ناشاد کیون ہوا

سارے جہان کو دام مین اپنے کیا اسیر
شائق تمہاری قید سے آزاد کیون ہوا

جب ترے گھر سے دلربا نکلا
دل بھی پہلو سے ہو خفا نکلا

دل جو چھیڑا گیا تو کیا نکلا
نام دلبر کا بس لکھا نکلا

جسکو سمجھے تھے باوفا یار وہ
کیا غضب ہے کہ بیوفا نکلا

ٹوٹے قاتل کی ہی عجب تاثیر
جو گیا زندہ وہ موا نکلا

جان و دل عشق مین گئے افسوس
اوسکے موںہہ سے نہ مرحبا نکلا

حال دل سنکے یون کہا اوسنے — یہ تو مدت کا ماجرا نکلا

دیکھئے کون کون پیچ مین آئے — یار زلفون کو پھیرنا نکلا

تھا لڑکپن مین گرچہ راست مزاج — اب تو وہ شوخ کج ادا نکلا

مین بھی ہون گر جواب گالی کا — پھر بھلا کہئے کیا مزہ نکلا

نہ خفا مجھسے ہوجئے صاحب — اتفاقاً ادھر مین آ نکلا

رشک گلزار ہوگئی وہ زمین — جس گلی سے وہ دلربا نکلا

بوئے گل تو کبھی نہ یہان لائی — تجھسے مطلب نہ ای صبا نکلا

مجکو بوسہ وہ دیکے کہتے ہین — اب تو ارمان ترا بتا نکلا

ساری دنیا کی سیر کی ہمنے — اوسکا ثانی نہ دوسرا نکلا

جوش وحشت سے تو بھی ای مشتاق
عشقبازون مین پیشوا نکلا

دکھاؤن ہجر مین گر جوش اپنی چشم گریان کا — نظر آئی جہانکو ماجرا طغیان طوفان کا

مین جان سے وہ مشتاق ہون ہمیشہ وصل جانان کا — نہ مجکو شوق ہے فردوس کا نی حور و غلمان کا

مرا دل وادی ایمن سے بھی روشن زیادہ ہے
خیال اسمین ہے جا جب سے اوسکے روئے تابانکا

نہین ہین عاشق رہٹ پڑون جو چاہ بابل مین
بنا قیدی ہین اٹھ تیری چاہ زنخدان کا

مرے دیوانہ پن کو دیکھکر فرہاد و مجنون نے
دیا ہی ہاتھہ مین اسکے میرے کوہ و بیابان کا

شب فرقت مین تارونکا چھٹکنا دیکھکر ایجان
مجھے دھوکا ہوا کرتا ہی ہر دم تیری افشان کا

مبارکباد اے اہل جنون پھر فصل گل آئی
لگے غنچے چٹکنے رنگ بدلا ہی گلستان کا

ہمیشہ رات کو خواب پریشان دیکھتا ہون مین
مجھے جب سے ہوا ہی عشق اوسکی زلف پیچان کا

جلا تھا سو الفت سے دیا پانی چھڑکتے سے
ہمہ تن دل سے ممنون ہون مین اپنی چشم گریان کا

نظر مین تول لیتے ہین حسینونکی حقیقت کو
لیا کرتے ہین آنکھون سے ہم ایدل کام میزان کا

مدد کرتا ہی میرے آبلونکی دشت وحشت مین
ہے سرسبز یارب یہ چمن خار بیابان کا

لبون پر جان آئی اے مسیحا دم چلا مجھکو
لب جان بخش مین تیرے اثر ہے آب حیوان کا

کیے کشتے جو لاکھون بیگنہ اس چرخ ظالم نے
نہین کچھ بھی شفق ہی رنگ خون شہیدان کا

سمایا ہی جو خاطر مین خیال ایزد برحق
گذر پھر کیونکہ ہو دلمین مرے وسواس شیطانکا

جو ہوگا موجزن دریا رحمت پھر تو اے شائق

بہا دیگا یہ جیتنا دوش پر ہی بوجھہ عصیان کا

جلوہ گر بزم مین جو وہ گل رعنا ہوگا | محو نظارہ ہر اک عاشق شیدا ہوگا
جب وہ دلبر بھی کسی حسن پہ شیدا ہوگا | تب ادا سے حال میرے دل کا ہویدا ہوگا
چھوڑ اوس بت کی محبت کو دلا بہر خدا | ورنہ یہ خوب سمجھ لے کہ تو رسوا ہوگا
ساتھہ غیرونکے میرے کلبہ احزان مین جو آئے | امر یہ مجکو بھلا کیونکہ گوارا ہوگا
ہی بلا عشق بتان چاہئے اس سے پرہیز | پاس جائیگا نہ جو شخص کہ دانا ہوگا
بوئے عنبر لئے آتی ہی جو یہ باد نسیم | کسی گلرو نے مگر زلف کو کھولا ہوگا
روشنی طور کی ہی خال رخ دلبر مین | داغ سینہ کا ہمارے ید بیضا ہوگا
فتنہ انگیز رہا گر یونہی وہ مست خرام | ایکدن حشر اسی چال سے برپا ہوگا
آئین گے خار بیابان بھی قدمبوسی کو | جب گذر میرا کبھی جانب صحرا ہوگا
وصل کی صبح کو پہچانینگے اغیار اگر | چشم میگون مین سے نشہ کا ڈورا ہوگا
ای فلک خوب نہین ظلم یہ ایسا ورنہ | ایک نالہ مین ابھی تو تہ و بالا ہوگا
سن لے ای باد صبا تو بھی پریشان ہوگی | زلف جانان کا اگر بال بھی بانکا ہوگا

جب نظر آئیگا تو امیہ کا مل مجکو — شک نہین سینہ کا عالم اوکتانکا ہوگا

پھر دل اک بت پہ اب آیا ہے خدا خیر کرے — وہی زنار وہی ماتھے پہ قشقہ ہوگا

دیکھکر شعلۂ رخ کو وہین اڑ جاتا ہے — دل نہوگا مرے پہلو مین یہ پارا ہوگا

ہم اسی فکر مین ہوجائینگے اکدن معدوم — پھر نہ مضمون کمر یار کا پیدا ہوگا

نام کیون پیر فلک کا یہ ہوا ہے ظالم — کسی بیکس کو مگر اسنے ستایا ہوگا

تیرا دیوانہ جو نکلیگا گلی سے تیری — ہمرہ اطفال وہ گویا کہ تماشا ہوگا

ق ایزد پاک کے الطاف و کرم سے ہمدم — بخت جسروز مساعد یہ ہمارا ہوگا

ساقی و بادہ و گلزار و حبیب خوش رو — سب یہ سامان تعیش کا مہیا ہوگا

ہوگی تعذیب اوسے پیش نظر سولی کے — جو کہ سودا زدہ زلف چلیپا ہوگا

ہمسے پوشیدہ رقیبون سے ملا کرتے ہو — ایسی باتون مین کہو کیونکہ گذارا ہوگا

بی سبب داغ نہین ماہ مین اوسنے شاید — شب مہتاب مین منہ اسکو دکھایا ہوگا

جبکہ خوگر ہوئے ہم ہجر مین آیا ہمین — پھر خفا ہوگے جو ہم ہمسے تو بس کیا ہوگا

عفو تقصیر کا پیغام ہے شب شائق

کون ایسا ہی جسے کہنے کا یارا ہوگا

کیا پڑنے پڑنے جو نامہ ہمارا * خطا اونکی کیا ہی یہ لکھا ہمارا
یہی ہی جو ہی چشم رونا ہمارا گرا دیگا گردون کو نالہ ہمارا
سُنا کرتے ہین سب حسین گوش دلسے نہایت ہے دلچسپ قصہ ہمارا
جو ہنسنے ہین تیر چمکتی ہی بجلی نہین ابر سے کم یہ رونا ہمارا
بتائیگا کیا کوئی اوسکے دہن کو نہو گا کبھی حل معمّا ہمارا
نہ دل پر ہی قابو نہ کچھہ چشم تر پہ نہ ساغر ہی اپنا نہ مینا ہمارا *
نہ دیکھے کبھی گردِ عمرِ روان کے بہت تیز چلتا ہی گھوڑا ہمارا
یہ ترچھی نگہ سے جو دیکھا ہی اسدم ملکِ مرغِ دل تونے تاکا ہمارا
لکھا کرتے ہین قدِ موزونکی توصیف کلام اس سے ہوتا ہی بالا ہمارا +
اشارہ کیا تھا جو کل ہمنے تمکو ذرا تمنے مطلب نہ سمجھا ہمارا
ملو ہمسے ایسے کہ دنیا مین اے گل رہے نام باقی تمھارا ہمارا +
پلا جام مے ہمکو شیشہ سے بھر کر + نہ دل توڑ ساقی خدارا ہمارا

دکھایا یہ ساقی نے خالی جو ساغر
بھرا زندگی کا پیالہ ہمارا

ملا کیا تجھے اس سے او صید افگن
جو یہ مرغ دل تو نے مارا ہمارا

شب تار فرقت مین اختر کی مانند
چمکتا ہی کیا داغ سودا ہمارا

نہ خنجر قاتل ایسی خمے ہم
نہ مقتل سے پھر پاؤن ہٹ کا ہمارا

وہ دل لیکے بوسہ جو دیتے ہین ہمکو
مقرر ہوا یہ وثیقہ ہمارا

نہ مٹی ہو برباد میری جو ہوئے
تری کوچہ مین دفن لاشہ ہمارا

دیا تمنے بوسہ تمھارا بھلا ہو
نہ دیتے تو کیا زور چلتا ہمارا

جو پوچھا کہ مشتاق سے کیا تمکو نسبت
تو بولا وہ ہنسکر کہ شیدا ہمارا

لیکے قاصد خبر نہین آتا ہے
رحم اوسکو مگر نہین آتا

چشم تر مین سوا صورت یار
کوئی مجکو نظر نہین آتا

تو ہی ہمدم بتا ذرا للہ
آہ مین کیون اثر نہین آتا

ظلم ہی کیجے کچھ تو کیجے خبر
لطف تمکو اگر نہین آتا

واقعی ہے تبر بہا تم سے — کام مین جو بشر نہین آتا
دوڑا پھرتا ہون بیقرار ایسے — جب تلک نامہ بر نہین آتا
سارے عالم کی سیر کرتا ہے — پر وہ دلبر ادہر نہین آتا
تو جو ہوتا نہین تو تیرے بغیر — خوش مجھے اپنا گھر نہین آتا
ہون تو عاشق پہ کیا کرون مجکو — نفس سرد بہر نہین آتا
اوسکے وعدونسے جان بلب ہون مین — آنے کہتا ہی پر نہین آتا
ہو گئی عمر سب بسر اپنی — پر غم دل لب پہ نہین آتا

کیا کہین اپنا حال ہم شائق
کوئی ہمکو نظر نہین آتا

اشکباری ہوا شعار اپنا — نہ رہا دل پہ اختیار اپنا
دل نادان نے کھینچ کر نالہ — کھو دیا آہ اعتبار اپنا
پتلیان آنکھہ کی سفید ہوئین — حد سے گذرا بس انتظار اپنا
دام مین زلف عنبرین کے تری — طائر دل ہوا شکار اپنا

اے زمانہ ہمارا دشمن ہے / ہے یہ برگشتہ روزگار اپنا
کاش اگر اقتضائے وحشت سے / نجد مین ہو کہین گذار اپنا
منفعل قیس دیکھکر ہوئے / یہ گریبان تار تار اپنا
نفس گرم تیری یاد مین ہے / شعلہ زن صورت شرار اپنا
زلف کا حال کبھی پریشان ہو / گریبان سے کیجے انتشار اپنا

شائق افسوس ہے زمانہ مین
نہ رہا کچھ بھی یادگار اپنا

جب شریک صحبت اغیار وہ دلبر ہوا / دوستو ہنگامۂ محشر میرے سر پر ہوا
بال زلفون کے ہوئے دفعۃً بکھری تو یہان / دفتر جمعیت دل یکقلم ابتر ہوا
حاملان عرش سے آئی صدا الامان / آہ کا میری گذر جب چرخ اخضر پر ہوا
فرقت جانان مین کیونکر دل نہوئے بیقرار / ہی کہین سیماب بھی ہم صحبت اخگر ہوا
حسن تیرا شہرۂ عالم ہوا نے گفتگو / طائر نکہت ہے کب محتاج بال و پر ہوا
کچھ نیا میرا نہین جوش جنون او چاک دل / تار تار اپنا گریبان ناصحا اکثر ہوا

زاہد دیکھو گے رتبہ میری مشت خاک کا
کاش خاک کوی جانان پر اگر بستر ہوا

طی کرون مین وادی وحشت کو کس صورت سے آہ
خار صحرائی رگ پا کو مرے نشتر ہوا

کیا کہون عالم مین اوسکی رنجش بیوجہ کا
رنگ رخ غصہ مین ہمرنگ مئے احمر ہوا

حسن عالم سوز ہی تیرا پری نام خدا
کب مقابل تیرے چہرے کے شہ خاور ہوا

اشک آئے مسلسل میری چشم زار سے
ایکدم مین جیب اور دامان سراسر تر ہوا

شب خیال چشم میگون مین گئی تھی ہای ہوش
موج زن طوفان اشک شائق مضطر ہوا

غم سے کوئی فارغ نہ ہمین دل نظر آیا
ہر شخص کا دل طائر بسمل نظر آیا +

سنتے ہین کہ رکھتا ہی سمندر بھی کنارہ
پر عشق کے دریا کا نہ ساحل نظر آیا

آتے ہی زمین پہ ہوا زہرہ سے تنفر
ہاروت کو جسدم چہ بابل نظر آیا +

تسخیر کا مفہوم سراسر ہی غلط ہے
ہمکو تو نہ اتبک کوئی عامل نظر آیا

ہر ایک کو ہمنے ہوس خام ہی دیکھی
کوئی نہ فن عشق مین کامل نظر آیا

اک برق کا عالم ہوا اوس ضعف پہ اللہ
لیلی کا جو بین قیس کو محمل نظر آیا

یہ بارِ گران عشق کا انسان نے اوٹھایا
کوئی نہ جب اس بار کا حامل نظر آیا

کاکل نے تری کب سے مجھے قید کیا ہے
ہین اب مجھے پابند سلاسل نظر آیا

سب زندگئے خضر کے طالب ہین جہان مین
شائق مگر اک مرگ کا سائل نظر آیا

حال فرقت سے یہ پہونچا ہی دل بیتاب کا
آگ پر جو حال ہوئے دفعتہً سیماب کا

کیا کہون عالم مین اپنے دیدۂ بیخواب کا
اشک چشم زار مین عالم ہی اک سیلاب کا

سینہ و دل کی مرے حالت وہ آکر دیکھ لے
لطف دیکھا ہو جسنے معدن سیماب کا

تیرے رخسارِ عرق آلودہ پر جو بات ہے
ہمسری اوسکی کرے کیا منہ گل شاداب کا

ہمکو فرش بوریا کافی ہی سونے کے لئے
چاہیئے تمکو بچھونا قاقم و سنجاب کا

پاکئے طینت سے مین افلاک کے کرتا ہون سیر
میرے سینہ پر کھینچا ہی نقش اصطرلاب کا

بوسۂ لب سے ترے ظاہر ہی اعجاز مسیح
ہی مرض عشق کو اوسمین اثر عناب کا

مست ہوجاتا ہی عالم لذت تقریر سے
ہی مزہ باتون مین جانان کی شراب ناب کا

مچھلیون نے تیرے بالہ کی ترا ظاہر ہی سحر
ورنہ ہی جینا بھی ممکن ماہیئے بے آب کا

اضطراب اسکی نسبت دیجیے کس چیز سے
بیقراری مین کبھی رتبہ نہین سیماب کا

اپنے غم کا تو مجھے کچھ غم نہین جو ہو سو ہو
مارتا ہی غم مجھے شائق مگر احباب کا

گو کہ مین سرگشتہ مدت تک بیابانمین رہا
پر دلِ شوریدہ میر کوی جانانمین رہا

غنچہ و گل چل بسے رخصت ہوئی فصل بہار
کیا مزہ رہنے کا اب بلبل گلستانمین رہا

جب تک اوس مہ کے تصور مین رہی وحشت مجھے
نور کا عالم مرے چاک گریبان مین رہا

زلف پر شکین اپنی گو سلجھائی تو نے لاکھ بار
دل مرا الجھا مگر زلف پریشان مین رہا

ہر کوئی یہان رنجشِ بیجا پہ آمادہ ہی
لطف صحبت کا نہین افراد انسانمین رہا

بات کچھ کھلتی نہین کیا جانے کیا بات ہی
جو گیا یہان سے وہ بس شہر خموشانمین رہا

کیفیت دیر و حرم کی کچھ نہ دونو پر کھلی
مخمصہ دائم یہ ہندو اور مسلمان مین رہا

شکر کی جا ہی کہ فیض عالم تجرید سے
صبح کا عالم یہان شام غریبانمین رہا

مین وہ وحشی ہون کہ بعد از مرگ بھی میرا غبار
سرمہ بنکر دیدہ و چشم غزالان مین رہا

طرز بندش سے تری ثابت یہ ہوتا ہی مجھے

پچھہ دنون شتاق تو بیشک ہے صفا نہین رہا

گلشن کی طرف جب سے وہ پرفن نہین آتا
بلبل کو بھی خوش جلوۂ گلشن نہین آتا

جراح میرے زخم پہ ٹانکا نہ لگانا
یہان کام کبھی بخیۂ سوزن نہین آتا

ہین اور بھی دنیا مین حسین سیکڑون لیکن
تیرا سا نظر اورون کا جوبن نہین آتا

کس طور جھانکون سے اور کس شکل سے دیکھون
زندان مین نظر ایک بھی روزن نہین آتا

مستی سے یہ ہونٹو کی نظر آئی ہے جب سے
خوش مجکو کبھی تختۂ سوسن نہین آتا

کیونکر شب ہجر کٹے وائے مصیبت
نالہ نہین آتا مجھے شیون نہین آتا

ہم آہ تڑپتے ہین پڑے اور وہ قاتل
بھولے سے کبھی جانب مدفن نہین آتا

اوس شوخ کو بیوجہ کی پرخاش ہے مجھسے
کیا کیجئے مجبور ہین کچھ بن نہین آتا

وہ سوختہ جان ہون کہ تپش سے مجھے آرام
زیر شجر وادی ایمن نہین آتا

قاتل کی صفائی کو تو دیکھو کہ نظر مین
آلودۂ خون گوشۂ دامن نہین آتا

معشوق کو اپنی مین لگا لیتا ہون شتاق
ہر چند تعشق کا مجھے فن نہین آتا

گلشن مین ذرا کھولدے جا کر بدن اپنا | تا مرتبہ معلوم کرے یاسمن اپنا
بلبل کو دکھاوے کبھی وہ گل بدن اپنا | بھولے سے نہ پھر یاد کرے وہ چمن اپنا
پھر از سر نو لطف چراغان نظر آئے | وحشت مین چمک جائے جو داغ کہن اپنا
غربت مین جو آتا ہی نظر مجمع احباب | بے ساختہ یاد آتا ہی مجھکو وطن اپنا
عاشق ہون دل و جان سے اسی چشم سیہ پر | ہو کیون نہ قدمبوس غزال ختن اپنا
وحشت کا تقاضا ہی کہ چل سوی بیابان | مجنون سے کہو صاف کرے جلد بن اپنا
دنیا مین کہین سیر عدم مردم دنیا | دکھلاوے ذرا تو کمر اپنی دہن اپنا
ہوگی نہ ہمین قبر مین کچھ شمع کی حاجت | باقی جو رہا ایک بھی تار کفن اپنا
دیکھے جو تری کاکل خمدار کے بل کو | سنبل کو فراموش ہو سب بانکپن اپنا
خلعت کی تمنا ہی نہ ملبوس کی پروا | عریانی کا جامہ ہی فقط پیرہن اپنا

تاثیر ہی سیفی کے ہر اک شعر مین شائق
ہو کیونکہ نہ مقبول طبایع سخن اپنا

عارض سے ترے کان کا بالا نہین ہلتا | کیا وجہ کہ اس ماہ سے ہالہ نہین ہلتا

لاکھون ہی صنم کی میری سینہ مین جگہ ہی
دلسے میرے اکبھی تو شوالا نہین ملتا

اوس شہر مین ہمتو نہ رہین گے نہ رہین گے
غیرون کو جہان دیس نکالا نہین ملتا

بدمست ہون اور عالم بالا کی کرین سیر
ایسا مئے احمر کا پیالہ نہین ملتا

گو ہی گل تر کو ترے رخسار سے تشبیہ
پر داغ جگر سے مرے لالہ نہین ملتا

معشوقون سے کہدو کہ نہ توڑین دل عشاق
سب ملتے ہین پر چاہنے والا نہین ملتا

افسوس ہی ساقی کوئی جام مئے گلرنگ
ہو جس سے میرا نشہ دوبالا نہین ملتا

ہون تنگ زمانہ سے مگر جاؤن کدہر آہ
عالم کوئی عالم سے نرالا نہین ملتا

شائق ہمین کمّل ہی قناعت مین ہی کافی
کچھ غم نہین اسکا کہ دوشالا نہین ملتا

مستعد قتل پہ ہے پیر جو وہ قاتل نہوا
اوسکے نزدیک یہ سر تیغ کے قابل نہوا

مجکو قسام ازل بخت سکندر دیتا
پر کبھی ہمت عالی سے مین سائل نہوا

کر دیا نالہ نے پتھر کے جگر کو پانی
نرم کچھ اوس بت بے رحم کا پر دل نہوا

بار احسان فلک پشت میری خم کرتا
خوش ہوا مین کہ یہان کچھ مجھے حاصل نہوا

نہ ملا چاہ ذقن کا تیرے مجھکو بوسہ ٭ ہمکو صد حیف میسّر چہ بابل نہوا

دل جانان مین گرہ آہ نہ پہنچے پاتی ٭ یاد مجھکو عمل عقد انامل نہوا ٭

ہی بجا ہو وہ اگر ہاتھہ وبال گردن ٭ گردن یار مین جو ہاتھہ حمائل نہوا ٭

عشق مین عمر بسر ہوگئی ہیری شائق
پر یہ افسوس ہے تو اسمین بھی کامل نہوا

حق نے جب مخلوق کو پیدا کیا ٭ سب مین تجکو ای صنم یکتا کیا

کیا کہون الفت نے مجسے کیا کیا ٭ دل کو شعلہ آنکھہ کو دریا کیا

کیون خفا ہو کچھہ کہو مین بھی سنون ٭ راز مینے کونسا افشا کیا

رشک سے خورشید تک تھرا گیا ٭ برقع رخ جب کہ اوسنے وا کیا

زخم کا ٹانکا مرے ٹھیرا نہ آہ ٭ سوزن عیسی نے گو بخیہ کیا ٭

دل تو رکھتا ہی تجھے ہین نظر ٭ آنکھہ سے تونے اگر پردہ کیا

شیشہ پتھر کو بھی دیتا ہی کوئی ٭ دل دیا اوسکو بہت بیجا کیا

قید مین بھی اوس مہ بیمہر کو ٭ روزن دیوار سے جھانکا کیا

ناصحا کیا اسمین میرا اختیار / تجکو دانا مجکو دیوانہ کیا

قطعہ

رات کے وعدے پہ اے پیمان شکن / راہ تیری صبح تک دیکھا کیا

پتلیان آنکھونکی میری پھر گئین / پر نہ تونے اس طرف پھیرا کیا

پہلے بگڑا پھر سنائین گالیان / مار کر اوسنے مجھے زندہ کیا

زردئ رخ خشکئ لب آہ سرد / ایسی باتون نے مجھے رسوا کیا

تجکو لیلی اور بنایا مجکو قیس ؏ / شمع تجکو مجکو پروانہ کیا

بات بھی سنئے او نہ کی کسکا جواب / نامہ بر ہر چند سر ٹپکا کیا

گوشۂ زندان ہوا آنکھونمین دشت / تنگ وحشت نے مجھے ایسا کیا

دیکھنے کو اوس بت ترسائی کے / مین ہی اک نام خدا ترسا کیا

مین وہ عاشق ہون کہ بلبل بعد مرگ / پھول میری قبر پر رکھا کیا

مجھسے ذکر زلف پر اندھیر ہے / شام سے تا سحر اولجھا کیا

یاد کر کے چشم کو گلزار مین ؏ / دیر تک نرگس کو مین تاکا کیا

مدح کچھ اوسکی بھی لکھنا چاہیے / جسنے تجکو لطف سے گویا کیا

جاگ شائق وقت اب نزدیک ہی
خواب غفلت مین بہت سویا کیا

آدمی کو خاک سے پیدا کیا
دیکھیے ادنی کو کیا اعلی کیا

خیر ہو کیا جانے کسنے کیا کہا
اسقدر آنے مین جو عرصہ کیا

قتل کرکے قتل گہ مین تا بدیر
بسملون کی سیر دیکھا کیا

ڈہونڈتا تہا مین ترا موئے کمر
اسلئے راہ عدم دیکھا کیا

ہم نے ہے سینہ سپر شمشیر کے
غیر بزدل بارہا بہاگا کیا

چہوڑدے عشق بتان بہر خدا
ورنہ آخر پایگا اپنا کیا

خوب باندہا ہمنے مضمون کمر
قید دام فکر مین عنقا کیا

ذکر مین اوس بت کے یہ بتخانہ تہا
یاد حق نے دلکو کعبہ کیا

قد رعنا سے وہ زیبا نے ترے
سارے عالم کو تہ و بالا کیا

کردیا لے چین اوسکو دفعتاً
دل نے جب ولسے کبہی نالہ کیا

رات ٹہوکر نے تری ہنگام رقص
فتنۂ محشر غرض برپا کیا

اوٹھہ گیا پردہ زمین سے تا بعرش ✢ دیدۂ دل جبکہ مینے وا کیا

تو جو گذرا باغ مین با این روش ✢ سرو نے جھک کر تجھے سجدہ کیا

جستجو مین تیری اے رشکِ چمن ✢ خاکِ صحرا عمر بھر چھانا کیا

شام کے نالہ نے آہ صبح نے ✢ آخر اوس بیگانہ کو اپنا کیا

زلف کا اوسکے رہا سودا مجھے ✢ سانپ سا سینہ پہ لہرایا کیا

کھینچ سکے صورت نہ مانی سے تری ✢ گو ترا نقشہ بہت کھینچا کیا

مٹ چکا تھا قصۂ فرہاد و قیس ✢ مینے آکر پھر اوسے تازہ کیا

عشق چھپتا ہی چھپانے سے کہین ✢ کھل گیا ہر چند سعی اخفا کیا

اوٹھہ گیا پہلو سے جب وہ دلربا ✢ شائق خستہ جگر دیکھا کیا

احباب کی رنجش سے وطن مین نہ رہونگا ✢ ہر چند کہ گل ہون پہ چمن مین نہ رہونگا

بو زلف معنبر کی تیری جبسے کہ پہونچی ✢ یہ مشک کو سودا ہے ختن مین نہ رہونگا

ہستی مین ہمین راہ عدم کی نظر آئی ✢ زنہار مین اب فکر دہن مین نہ رہونگا

گلگشت چمن مین تری آجائیگی گر یاد
مصروف تماشای چمن مین نرہونگا

اوس گل نی مجھی اپنی گلی سی جو لگایا
پھولونگا خوشی سے کہ بدن مین نہ ہونگا

جب سے کہ ہوا جوش جنون شدت وحشت
اب پاؤن یہ کہتا ہی رسن مین نرہونگا

او غیرت لیلی مین تجھی چھوڑ کے ہرگز
مجنون کی طرح نجد کی بن مین نرہونگا

گردش ہی رہا کرتی ہی اس دور زمانکو
مین دائرہ چرخ کہن مین نرہونگا

آیا وہ جنانے پہ اگر رشک مسیحا
مردہ کی طرح پھر مین کفن مین نہ ہونگا

رہجائیگی گر حسرت دیدار دم مرگ
مین وجہ سے بہاگونگا کفن مین نرہونگا

اس شہر کے اشخاص کی صحبت سے ہی نفرت
مین مجمع زاغان و زغن مین نرہونگا

نظارہ ترے عارض تر کا جو کیا ہی
ہر گل کی فغان ہی کہ چمن مین نرہونگا

اوس غیرت یوسف نے کنوئے خوب جھنکائے
محبوس مین اب چاہ ذقن مین نرہونگا

غربت سے فزون ہوتی ہی قدر اہل ہنر کی
درخواہ گہر ہے کہ عدن مین نہ ہونگا

اس قید سے آزاد مجھے کیجئے صاحب
پابند مین گیسو کی شکن مین نرہونگا

اس جینے سے کیا فائدہ ہوگا مجھی شائق

گر یاد شہنشاہ زمن مین رہونگا

شہرہ ہو نہ کیون سب مین میری خوش قلمی کا — مداح ہون مین خالق افلاک و زمی کا
کچھ مصلحت حق مین نہین چارۂ انسان — واقف ہے وہ اسرار خفی اور جلی کا
جو حکم خدا کا ہی وہی حکم ہی ناطق — دخل اوسمین سر مو نہین زنہار کسی کا
ہوتا ہی وہی جو کہ مشیت ہے خدا کی — ہو اوسمین تصرف نہ نبی کا نہ ولی کا
ہی ذات پیمبر کی مستغنی الاوصاف — کب وصف کوئی لکھہ سکے شاہ نبی کا
ہر شخص کو امید شفاعت ہے اوسی سے — ہنگامۂ محشر مین سہارا ہی اوسی کا

دنیا کے اموات کا غم ہوچ ہی شائق
غم چاہیے انسانکو فقط آل نبی کا

دلکو میرے کج ادا اک بھا گیا — بانکپن اوسکا مجھے خوش آ گیا
جب خیال نیمچہ ان آ گیا — سانپ سا سینہ پہ اک لہرا گیا
اوسنے انہی سحر سے جب الٹا نقاب — ماہ تو کیا مہر تک تھرا گیا
نامہ بر لیکر جواب آیا نہین — شاید اوسکے ہاتھ سے مارا گیا

مین تو اپنی جان سے گذرا عشق مین
تو بتا اے دل کہ تیرا کیا گیا

رد و کد کل ہوتی تھی اک بوسہ پر
ہوگئے مجھسے خفا جھگڑا گیا

اب تڑپنے سے تری ہوتا ہی کیا
وہ تو پہلو سے دل شیدا گیا

خط سبز رخ دکھانیکو ترے
ڈھونڈنے مین خضر کو دریا گیا

اوسکی گھر مین کر دئے در آہ نے
روزن دیوار کا رخنہ گیا

تھا تو گوشہ مین ترے ابرو کمان
مین تو در پہ بارہا چلا گیا

باندھے مینے معنئ باریک زلف
اتنی ہی سی بات پر باندھا گیا

ق

آکے نامہ بر نے مجھسے یہ کہا
جب کہ تیرا خط وہان کھولا گیا

بولا وہ ہے گرچہ مضمون مین لپیٹ
ہان مگر مطلب تو کچھ مین پا گیا

پست ہمت ہون مگر جب آہ کی
نالہ اپنا عرش سے بالا گیا

جب کوئی دانا ہوا مغرور یہان
آسیا سے چرخ مین پیسا گیا

ترک کی اوس گلنے صحبت غیر کی
لو چمن سے غیر کا کھٹکا گیا

اوٹھکے پہلو سے مرے وہ کج ادا
گھر کی جانب تیر سا سیدھا گیا

تو بھی غم کھا شائق خستہ جگر
غم اگرچہ جسم تیرا کھا گیا

زلف پرخم سی ہر اک دلکو علاقہ دیکھا — ہمنی ہر شخص کو اس پیچ مین الجھا دیکھا
تیری ہی نور کا ہر چیز مین جلوہ دیکھا — تیری ہی حسن کا ہر ایک مین چرچا دیکھا
چشم تحقیر سے دیکھا نہ کسیکو ہمنے — ذرہ کو مہر فلک قطرہ کو دریا دیکھا
اختلاف دل شوریدہ بیان کیا کیجے — کبھی عاقل اسے ہمنے کبھی شیدا دیکھا
ایک صورت پہ نہین شام و سحر لیل و نہار — خوب اس چرخ مشعبد کا تماشا دیکھا
وصل مین ہجر کا سامان دکھا دیتا ہی — طور اوس شوخ کا یہ سب سے نرالا دیکھا
کری عاشق پہ کرم جور و جفا کے بدلے — ہمنی معشوق جہان مین نہین ایسا دیکھا
زلف جب خمسے ہٹی ہوگیا روشن عالم — اس اندہیرے مین عجب ہمنے اوجالا دیکھا
دل سوازدہ ہی شیفتہ خال سیاہ — شاید اس نقطہ کو ہمچشم سویدا دیکھا
جاہ و ثروت کی ہوس کا ہی نتیجہ حسرت — اہل دولت نے تاسف کے سوا کیا دیکھا
ہی طلسمات جہان نقش بر آب اے ہمدم — خط موہوم ہر اک چیز کا نقشہ دیکھا

ہی غلط کہتے ہین جو اوسکی دہن کو عدم
بارہا ہمنے تو کالی سنی گویا دیکھا

خوبی و حسن و ادا ناز و کرشمہ شوخی
اوسکو ہر رنگ مین ہر بات مین یکتا دیکھا

ارغوان پہ گل سوسن نظر آیا ہمکو
جبکہ مسّی کا لب لعل پہ لاکھا دیکھا

کیا ہی سنّاٹا ہی میخانہ مین ساقی کی بغیر
نہ تو ساغر ہی نظر آیا نہ مینا دیکھا

گلشن دہر مین پھولا نہ پھلا نخل مراد
غنچۂ دل نہ کبھی ہمنی چٹکتا دیکھا

یہ دُرِ گوش نہین حلقہ مین بالی کی بتان
اپنے مقسوم کا گردش مین ستارا دیکھا

چاہ مین ڈوبکی ہوئی باولی وہ جسنے یاد
پہ نہ یوسف نے کبھی سوی زلیخا دیکھا

اوسکے سر پر بھی کوئی جن سا چڑھیگا
گر پری نے ترے دیوار کا سایہ دیکھا

افعی زلف سیہ مین یہ لپکا سیکے ہم
اسکا کاٹا ہوا ہمنے تو نہ جیتا دیکھا

نہ سمجھ قطرۂ خون ہو گئے مژہ پہ میرے
شمع روشن ہی یہ ابت لب دریا دیکھا

ہوگئی دہر مین حسرت عالم شائق
نہین بس سوجھے کہ اس بت مین پیدا کیا دیکھا

ربط اوس بد سے ہمی خوف و خطر پیدا کیا
کیون عبث تونے دلا یہ درد پیدا کیا

بعد مدت ہمنے شوخ سیمبر پیدا کیا
نخل ہا خواہش نے ہمارے اب ثمر پیدا کیا

دل دیا تھا ہمنے اوسکو اپنے تسکین قلب
نفع کی امید مین بس یہ ضرر پیدا کیا

روئے روشن سے بنایا پردۂ زلف سیاہ
دامن شب پھاڑ کر چاک سحر پیدا کیا

پڑتے ہین پتھر ہزارون سنگ طفلا نکی طرح
وہ شجر دیوانہ ہی جسنے ثمر پیدا کیا

اضطراب دل سے چہرہ کا ہوا ہی رنگ زرد
کشتۂ سیماب سے ہمنے یہ زر پیدا کیا

چھپ گیا ہی اپنی آنکھونمین کوئی یوسف جمال
یہ زلیخا کی طرح نور نظر پیدا کیا

ہوئے مژگان پر سمجھو نہ تم آنسو سفید
ہمنے آب اشک مین نیلوفر پیدا کیا

کردیا معدوم اپنے آپکو اس فکر مین ہا
کس مشقت سے میان موئے کمر پیدا کیا

آہ کی اپنی رسائی چرخ اخضر پر ہوئے
عاقبت اس گنبد بیدر کا در پیدا کیا

اوس نے مہر کی صلا ہمین خواہش نہین
ابتوا یدل ہمنے اک سنگ قیصر پیدا کیا

عرصۂ محشر بپا ٹھوکر سے اوسکے کیون نہو
خالق اکبر نے ایسا فتنہ گر پیدا کیا

بل بی نخوت کہتا ہی ہو جاؤنگا تیرا غلام
مجھسا ئی تو دوسرا دلبر اگر پیدا کیا

قتل کی لذت سے ہمنے اپنی قاتل کے لئے
ایک سر جب کٹ گیا پھر اور سر پیدا کیا

لعل لعلِ لب بدخشان کے مقابل ہو گئے — اور ترے ہر دانت نے آب گہر پیدا کیا

گردش اپنی گردشِ پرکار سے افزون ہوئی — جستجوے یار مین پاؤن سے سر پیدا کیا

عیب بینی سے چھپالی آنکھ اپنی سربسر — عمر بھر مین یہ فقط ہمنے ہنر پیدا کیا

تیرگیِ شامِ حال کی جو کاکل نے تری — عارضِ پرنور نے نورِ سحر پیدا کیا

دل ملا کر اوس بتِ کافر سے آفت مین پھنسے — ہمنے اپنے ہاتھ سے دردِ جگر پیدا کیا

التفات ظاہری اوسکے ثابت ہے مجھے — نالۂ شبگیر نے اپنے اثر پیدا کیا

سنکے میرے نالۂ جانسوز کو بولا وہ شوخ — اسنے کوچہ مین ہمارے شور و شر پیدا کیا

خشک مغزی کا تقاضا تھا کہ ہون اشعار خشک — طبع کی قوت سے ہر اک شعرِ تر پیدا کیا

زرد رہتا ہے رخ اپنا عشق مین اے سیمتن — ہمنے یہ بے منتِ مخلوق زر پیدا کیا

غفلت اپنی دوستو جانتا کہ یہ عمداً نہین — ہمکو خلاقِ ازل نے بیخبر پیدا کیا

اسقدر ملکِ عدم کی سیر کے مشتاق ہین ہم
یار بھی پیدا کیا تو نے کمر پیدا کیا

ردیف بائے موحدہ

تعشق گلون سے نہ کر عندلیب — بہت اسمین ہوگا ضرر عندلیب

چلے میرے کہنے پہ گر عندلیب — نہ رکھے پھر نہ گل پر نظر عندلیب

تو گریان ہی گلشن مین خندان ہی گل — ترے نالہ ہین بے اثر عندلیب

بتا تو کہ گلشن مین ہی یا نہین — محبت کا کوئی شجر عندلیب

موافق مرے حال کے کیون نہو — مین بیدل ہون اور بے جگر عندلیب

نگہ مین کوئی گل سمایا مگر — جو رہتی ہی تو چشم تر عندلیب

قفس سے نہ نکلے گی تو عمر بھر — بندھے ہین ترے بال و پر عندلیب

سکھا دون تجھے طرز آہ و فغان — ملے مجھکو اب کی اگر عندلیب

خزان سے ہوئے خشک سارے شجر — گئی فصل گل سر بسر عندلیب

پس از مرگ میرے اگر قبر پر — عجب کیا جو ہو نوحہ گر عندلیب

کرے میر نالون سی وہ ہمسری — کہان سے یہ لائی جگر عندلیب

جو ہم دونو کو عشق اوس گل سے ہی — ادہر مین ہون گریان ادہر عندلیب

لگایا ہی گلشن مین گلچین نے جال — تجھے کیا نہین ہی خبر عندلیب

نکر نالہ اسد رحم بہر خدا | کہ پھٹتا ہے اپنا جگر عندلیب
یہ گلشن مین جا کر مچاتی ہی غل | نگہ ہو گئی ہے نڈر عندلیب
تو کرتی ہی نالہ نگہ پیش گل | نہین مطلقا معتبر عندلیب

نکر آہ و نالہ تو عشاق کی طرح
اگر ہو سکے ضبط کر عندلیب

ردیف بای فارسی

میرے پہلو مین نہین آتے ہین آپ | کیون مجھے فرقت سے تڑپاتے ہین آپ
ساتھ غیرون کے جو یہان آتے ہین آپ | آفتِ تازہ مگر لاتے ہین آپ
بوسۂ لب مانگ کر اوس شوخ سے | حضرتِ دل مونہہ کی کھاجاتے ہین آپ
آپ تو دیتے ہین لاکھون گالیان | جب مین کہتا ہون تو گھسیاتے ہین آپ
جان آجاتی ہی جسم زار مین | میرے گھر مین جب کبھی آتے ہین آپ
غیر سے ہون روز وعدے وصل کے | جھوٹے فقرے ہمکو بتلاتے ہین آپ
حال دل کہتا ہون جب اوس شوخ سے | ہنسکے کہتا ہی یہ کیا گاتے ہین آپ

حضرت دل کوئے جانان کی طرف — مجکو تنہا چھوڑ کر جاتے ہین آپ
پا گئے ہین ہم تو مطلب آپ کا* — کسلئے باتو نمین بہلاتے ہین آپ
کیا ٹھکانا آپ کے اقرار کا — وعدہ کرکے پھر مکر جاتے ہین آپ
ڈیڑھ سو سے کم نہ لونگا مین کبھی — ایک ہی بوسہ مین گھبراتے ہین آپ
کھینچتا ہی جذب دل جسدم انھین — میرے گھر مین وہ چلے آتے ہین آپ
آپنے دیکھے نہین رنگین ادا — اسلئے نازان ہین اتراتے ہین آپ
میری ہوتے سمجھو تو اے جان جان — غیر کو کیون گھر مین بلواتے ہین آپ
جی الجھ جاتا ہی میرا پیچ مین* — جسقدر کاکل کو سلجھاتے ہین آپ
کرکے ہر دم یہ اشارہ آنکھ کا — غیر سے اب مجکو لڑواتے ہین آپ
جانتے ہین آپ کی ہم خصلتین — کیون بھلا موہنہ میرا کھلواتے ہین آپ
عشق سے ہرگز نہ باز آئینگے ہم — حضرت ناصح یہ کیا گاتے ہین آپ
تلخ ہونا سامنے اغیار کے — کہئے اسمین کیا مزہ پاتے ہین آپ
اٹھ چکے ہین آپ جب محرم مجھے — پھر عبث اب مجھسے شرماتے ہین آپ

چھوڑ دے شائق محبت تم مری
بات یہ کیا مجھ سے فرماتے ہیں آپ

ردیف تائے فوقانی

سامنے ہی دیدۂ دل کے ہمارے روئے دوست | اس لئے کرتے نہیں ظاہر ہیں جستجوئے دوست
خوش نہیں آتی ہمیں گلستانِ جہان* | یہ سبب ہے ہم جو ہیں دائم مقیمِ کوئے دوست
کیون نہو جائے معطر اہل عالم کا دماغ* | مشک و عنبر سے فزونتر ہی مہکتی بوئے دوست
دیکھتا ہی جب مجھے دیتا ہی لاکھوں گالیان | کیا بری معلوم ہوتی ہی یہ مجکو خوئے دوست
خوش نہ آئی صورتِ حور و پری اسکو کبھی | دیکھ لے اک مرتبہ بھی جو رخِ نیکوئے دوست
یہ تمنا ہی فقط اسکی سوا خواہش نہیں* | زیرِ سر ہو وقت مرنے کے مرے زانوئے دوست
اک اشارہ مین ہزارون شیفتہ ہوتے ہین قتل | ہی یہ تیغ اصفہانی یا کہ ہی ابروئے دوست
کچھ تو میرا حال کہنا تا کہ ہو وہ مہربان | اے دلِ شوریدہ جاتا ہے جو تو سوئے دوست

خوشنما ہی مثلِ عبد اکلام پاکِ حق
کیون نہ بھاوے دلکو شائق کے خطِ روئے دوست

ردیف ثاء مثلثه

مجھسے رنجیدہ ہے وہ ماہ لقا کیا باعث
جھڑکیاں دیتا ہے مجھے بیجرم وخطا کیا باعث

کام مینے نہ کیا کوئی خلاف مرضی
بیٹھے بٹھلائے ہوا مجھسے خفا کیا باعث

عمر گذری نہ کیا تونے تکلف ایجان*
آج کرتا ہی جو تو مجھسے حیا کیا باعث

وہ تو کہتا ہی کہین گھر سے نہین مین جاتا
پھر جو شب گھر مین وہ آئے نہ بھلا کیا باعث

دلسے ابتک تو مرے جوش جنون کم نہوا*
پاؤن سے ہو گئی زنجیر جدا کیا باعث

سخت گوئی کی تو عادت نہین تیری ہرگز
نامہ بر تجھسے وہ ناراض ہوا کیا باعث

پیرہن چاک کرون تھا یہ تقاضا ے جنون
تا گریبان نہ بڑھا ہاتھ مرا کیا باعث

دلدہی کی مجھی امید تھی تجھسے ای شوخ
تونے آزردہ مرے دلکو کیا باعث

راہ تکتا ہون بہت سے اور مضطر ہون*
بوئے گل لائی نہ ابتک جو صبا کیا باعث

مینے اقرار تو پورا کیا ہر صورت سے
تونے وعدہ نہ کیا اپنا وفا کیا باعث

جان اور دلسے فدا تم پہ ہی شائق اسپر
اسقدر کرتے ہو تم جور و جفا کیا باعث

ردیف جیم تازی

ہمکو ہی بس توجہ جانان کی احتیاج
عشاق کو نہین سر و سامان کی احتیاج

مخلوق سے نہین ہی امید کشود کار
ہوتی روا خدا سے ہی انسان کی احتیاج

ہی درد عشق دلکو ہمارے بہت پسند
حاجت طبیب کی ہی نہ درمان کی احتیاج

زنجیر دست شوخ نے باندھے جو میرے ہاتھ
اب ہوگی کسلئے اوسے دربان کی احتیاج

سینہ کو اپنے داغون سے گلشن بنا لیا
ہمکو نہین ہی اب گل خندان کی احتیاج

عاشق ہوے ہین ہم کسی حسن ملیح کے
زخمونکو اپنی کب ہے نمکدان کی احتیاج

اہل جنون کو چاہیے شاہانہ کب لباس
رہتی فقط ہی جامہ عریان کی احتیاج

ہوتے ہین کب تارے شب ماہتاب مین
اوس مہ جبین کو کیونکہ ہو افشان کی احتیاج

صحرائے اول ہمارا نہایت وسیع ہے
وحشت مین ہمکو کب ہے بیابان کی احتیاج

عاشق ہین تیغ ابرو کی دلپر لگے ہین زخم
کیونکر ہو ہمکو زخم نمایان کی احتیاج

یون ہی رہے ہمیشہ جو مہر پری وشان
ہوگی ہمین بھی تخت سلیمان کی احتیاج

رکھتی نہین ہی لطف خداے کریم سے
دانا کی احتیاج نہ نادان کی احتیاج

کافی ہی اونکو دامن صحراے لق و دق
اہل جنون کو کچھ نہین دوا کی احتیاج

آنے نہ پاے غیر در انداز اسلئے
صاحب تمھین حضور ہے دربان کی احتیاج

شائق عزیز مصحف رخسار کیون نہو
ہر اہل دین کو ہوتی ہی قرآن کی احتیاج

ردیف حاے حطی

گردش ہی مجکو گنبد دوّار کی طرح
چکر ہی میرے پاؤنکو پرکار کیطرح

حاجت نہین کہ وہ گل رعنا ہوا چمن
سینہ ہی میرا داغون سے گلزار کیطرح

وہ ناتوان زار ہون اوس گلکے عشق مین
چبھتا ہون چشم غیر مین خار کیطرح

در سے ترے نہ اوٹھین گے ہر چند تو اوٹھاے
افتادہ ہم ہین سایۂ دیوار کیطرح

سنبل ہزار بل کری کھا کھا کے پیچ و تاب
ہوگی کبھی نہ گیسوئے خمدار کی طرح

زندان مین زلف یار کا جب آگیا خیال
زنجیر پا بھی ڈسنے لگی مار کی طرح

عنبر فشان جو گیسوے مشکین یونہی رہی
ہو جائیگا یہ شہر بھی تاتار کیطرح

یہ وجہ ہے جو ہوتا ہی کامل ہلال چرخ
ہی ابتدا مین ابروے خمدار کیطرح

ملتا نہین ہی مجھکو کہین یار کا پتا
ہرچند گھومتا ہون مین پرکار کیطرح

اوس فتنہ گر کی چال کا انداز ہی عجیب
ابتک دری نہ پائیگا رفتار کی طرح

ہم سیر باغکو جو گئے گلبدن کے ساتھ
باہین گلے مین ڈالے ہوئے ہار کی طرح

چشم حسد سے ہر شجر و برگ و گل ثمر
تکتا تھا ہمکو نرگس بیمار کی طرح

دیکھے جہان مین خوشقد و خوشرو بہت ولی
آیا نظر نہ ایک بھی سرکار کی طرح

پہلو مین میرے سو رہے آکر وہ گلبدن
جاگے جو بخت دیدۂ بیدار کی طرح

ہرگز نہین ہی وعدہ کا اوسکے کچھ اعتبار
اقرار اوسکا ہوتا ہی انکار کی طرح

سیفی کا اپنے شعر مین کیونکر اثر نہو
فکر رسا ہی باڑھ پہ تلوار کیطرح

مژگان مین تو تیر سے اے ترک کم نہین
ابرو کا تیرے کاٹ ہے تلوار کیطرح

لکھے جو وصف ابروے جانان مین شعر تر
جوہر کھلین قلم کے بھی تلوار کیطرح

شائق مین چھوڑون اوسکی محبت مین محال
خوش آگئی ہی دلکو مرے یار کیطرح

ردیف خاے معجمہ

نہین دیکھا ہی ایسا دلربا شوخ — نہایت تندخو بے انتہا شوخ

جوانی مین نجھے کیا ہو گیا شوخ — مگر طفلی مین تو ایسا نتھا شوخ

یہ اوسکے نام ہین عالم مین مشہور — ستمگر سفلہ پرور بیوفا شوخ

گلی مین دیکھکر اپنی وہ مجکو — یکایک حشر کرتا ہی بپا شوخ

نہین اصلاح ہو سکتی کچھ اسکی — بگڑ جاتا ہی بے جرم و خطا شوخ

مروت کا نہین ہے نام اوسمین — نہ کیون اوسکو کہون ناآشنا شوخ

مین اوسکے ہاتھ سے ہون تنگ ازبس — جفا کرتا ہی خشم ناروا شوخ

گذر شاید ہو کوچہ مین اوسکے — نظر آتی ہی تو بھی اے صبا شوخ

ترے سیمین بدن کے سب ہین مشتاق — ذرا اب کھول دے بند قبا شوخ

قدمبوسی جو کی اوس شوخ کی بس — ہوا ہی اسلیئے رنگ حنا شوخ

وہ کیا جانے وفا کہتے ہین کسکو — ہمیشہ مجھسے کرتا ہی جفا شوخ

منانے کی تبا تدبیر کوئی
ہوا ہی مجسے اے شائق خفا شوخ

ردیف دال مہملہ

ہزارون شخص وہان ہونگے نیم جان قاصد
یہی ہی کوچۂ جانان کا بس نشان قاصد

بہت مزاج مین ہے اوسکے شک تو ہم سے
کریگا اسلئے تیرا وہ امتحان قاصد

یہ نامہ جلد پہونچ جائیو اسلئے بخدا
گیا ہین ڈہونڈنے تجکو کہان کہان قاصد

وہ تند خو ہی سمجھکر تو اوس سے کرنا بات
کہلے جو سامنے اوسکے تری زبان قاصد

نہین دریغ سگ یار سے مجھے ہرگز
کرے پسند جو یہ مشت استخوان قاصد

یہ پوچھنا کہ حسینون مین کون اعلیٰ ہے
اسی پتہ سے ملیگا تجھے مکان قاصد

پتا وہانکا مفصل تو پوچھنا اوس سے
جو راہ مین کوئی ملجائے کاروان قاصد

ہوا ہی تجھسے اور اوس سے کلام کچھ بے ڈھب
ہی تیرے چہرے سے شرمندگی عیان قاصد

فقط ہمین پہ نہین ظلم چرخ سفلہ نواز
ہر ایک شخص پہ ہے جور آسمان قاصد

ترے فراق مین ہی حال زار شائق کا
یہ اوس سے کہنا ذرا مہربان قاصد

ردیف ذال معجمہ

طلب جو کرتے ہو مجھسے حساب کا کاغذ
نہیں ہے پاس مرے کچھ جناب کا کاغذ

نہ پوچھیے مجھسے تو بس ہے بتاتے عالم
کہ ہے یہ دفتر دنیا حباب کا کاغذ

جو غور کیجئے ہے یہ اعادۂ معدوم
تلاش پیری میں کرنا شباب کا کاغذ

لکھوں میں وصف ترے چہرۂ منور کا
ملیگا ایسا کہاں آب و تاب کا کاغذ

شب برات میں بالاتفاق لکھتے ہیں
درست ہوتا ہے ہر شیخ و شاب کا کاغذ

ہم اپنے دیدۂ گریاں کا حال خوب لکھیں
جو ہاتھ آئے ہمارے سحاب کا کاغذ

نہ چاک کیجئے نامہ مرا برائے خدا
یہ بیدلوں کی ہے عمر کے کتاب کا کاغذ

گناہ جتنے ہیں میرے معاف ہوں یارب
ملے بروز قیامت ثواب کا کاغذ

لگاؤں آنکھوں سے کیونکر نہ اسکو اے شائق
کہ ہے یہ حضرت فی الاخطاب کا کاغذ

ردیف رای مہملہ

گل ہے شرمندہ ترے رخ کی نزاکت دیکھکر
اک جہان محو تماشا ہے یہ صورت دیکھکر

آہوان دشت رم کرتے ہیں میرے پاس سے
ہے بیابان تنگ میرے دلکی وحشت دیکھکر

برق بھی آنکھون مین اپنی ایک دو دن آہ ہی
ہی غشی مجکو تیرے مونہہ کی تب و تاب دیکھکر

محو ہو جاتے ہین سب سنکر تیری تقریر کو
بات کرسکتے نہین تیری طلاقت دیکھکر

انتہا تیری خشونت کی نہین معلوم تھی
ابتدا اگر پھنس گئے تیری محبت دیکھکر

یا یہ عالم تھا تن عریان سے سو رہتے تھے ساتھ
مونہہ چھپا لیتا ہی اب بے مروت دیکھکر

کوہکن کا حال کیا کہیے کہ وہ بیحس تھا
تھا گریبان چاک مجنون کے میری حالت دیکھکر

یاد رکھ لا تمش مرحا کی بھی تو مضمون کے
پاؤن رکھا کر ذرا او اہل نخوت دیکھکر

مرتبہ تیرا خدا نے عرش سے بالا کیا
ہی ثریا کو حسد تیری یہ ثروت دیکھکر

صحبت ایام گذشتہ کی مجھے آتی ہی یاد
ہمنشین ارباب عالم کی یہ صحبت دیکھکر

چشم ڈالے عاصیون کی بھی اطاعت دیکھ لو
زاہدو بھولو نہ تم یہ اپنی طاعت دیکھکر

کنج عزلت ہمنے عالم مین کیا ہی اختیار
اہل دنیا کی شناعت اور عداوت دیکھکر

لطف تنہائی مین وہ ملنے اٹھایا ہی کہ اب
جی اوجھتا ہی ہر مردم کی کثرت دیکھکر

عسرت و سیرت کا عالم اپنے آگے ایک ہی
رشک ہم کرتے نہین اورون کی حشمت دیکھکر

ہو گا زندگی اک روز تلخی نزع کی
سیر دنیا سے ہوئے ہم رنج و راحت دیکھکر

کیون ہو نہین شکر سے رطب اللسان شایق مدام
حال پر اپنے خدا کی یہ عنایت دیکھکر

ردیف زاے معجمہ

ہوتا ہی مری آہ مین اب اتنا اثر روز
آتا ہی مرے گھر پہ جو وہ رشک قمر روز

ملتی ہی مجھے آپکے جانیکی خبر روز
جاتے ہو جو بن ٹھنکے تم اغیار کے گھر روز

رہتا ہے ترا آٹھ پہر دل مین تصور
اور رہتی ہی تصویر تری پیش نظر روز

آتا ہی مجھے یاد جو بوٹا سا ترا قد
گلشن مین رولاتا ہی صنوبر کا شجر روز

بس عاشق جانباز کو تو قتل کریگا
تلوار جو رہتی ہی ترے زیب کمر روز

خواہش نہین ہمکو مئی گلرنگ کی ساقی
پیتے ہین غم ہجر مین ہم خون جگر روز

مکتب مین جو وہ طفل سبق پڑھتا ہی جاکر
ہوتا ہی جہان دیکھکے بس زیر و زبر روز

عالم کو گمان نوح کے طوفان کا ہوگا
رویا نکر اس طرح سے اے دیدۂ تر روز

لائی نہ کبھی بوے گل اندام صبا تو
ہوتا ہی ترا کوچۂ دلبر مین گذر روز

کیا نفع ہوا تجھکو بتا عشق مین بیدل
اس سوچ مین ہوتا ہی رہا تجھکو ضرر روز

ٹھہرا نہ تری تیغ کی آگے کوئی اے شوخ
اک ہم ہین کہ رہتے ہین یہان سینہ سپر روز

اوڑ جانیکا صیاد کو میری جو گمان ہے
آ کر کے قفس مین وہ کتر جاتا ہے پر روز

ہاتھوں نے اب اس دل کی بہت آیا ہون مین تنگ
اوس کوچہ مین جا جا کے اوٹھاتا ہے یہ شر روز

راتون کو اندھیرے مین سنوارے ہوئے زلفین
بتلاؤ تو اس راہ سے جاتے ہو کدھر روز

کٹتی نہین اپنی یہ شب ہجر غضب ہے
ہوتی ہے مگر خلق خدا مین تو سحر روز

کیا رنج و مصیبت ہے کہو ہم سے تو شائق
روتے ہو جو بیٹھے ہوئے گوشہ مین پہر روز

عالم سے جدا ہے تری آواز کا انداز
بہاتا ہے ہر اک دل کو ترے ناز کا انداز

اے مطرب بے مثل نہین اسمین تصنع
ہے سب سے نرالا یہ ترے ساز کا انداز

مر جاے کوئی غم سے مگر بات نہ پوچھے
کیا کہیے بیان اوس بت طناز کا انداز

بے ساختہ گردن کو تہ تیغ جھکانا
ہے قابل تحسین ترے جانباز کا انداز

جو بات کہ مخفی ہو وہ اسے لب پہ نہ لانا
لازم ہے اسی طور سے ہمراز کا انداز

مداح ہون بے شبہ دل و جانسے وہ تیرے
عیسی بھی اگر دیکھین اس اعجاز کا انداز

مفسد کبھی مقبول نہین ہوتی ہین شفائق
مردود نہ کس طرح ہو غماز کا انداز

ردیف سین مہملہ

مجھسے ملتا نہین دل کہو لگی دلبر افسوس
ہو اسی بات کا یارو ہمین اکثر افسوس

شکوہ بیمہری کا گلہ کرین ہم کس سے
نہ رہا پاس ہمارے کبھی شب بھر افسوس

موںھہ چھپا لیتا ہے وہ دیکھکے مجکو در پر
اِس تنفر کا ہمین ہے نہ کیونکر افسوس

غیر نظارہ کرین آٹھ پہر اسی مہرو
ہم سے پوشیدہ ہو وہ روئے منور افسوس

گئی کس شوق سے ہم خواہش دید آئین وہان
آئے محروم در یار سے پھر کر افسوس

ایسا مغرور ہے کشتونکی طرف سے ہو آبھی
اوسنے دیکھا نہ کبھی آنکھ اوٹھا کر افسوس

نامہ بر مفت مین ضائع ہوئی محنت بالکل
تجکو اوس آفت جان کا نملا گھر افسوس

اوڑکے ہم شہر مین اوس شوخ کی جاتے
ہمکو جنّون کی طرح سے نہ ملی پر افسوس

سر یہان دوش پہ ہے بار گران او قاتل
تیر کھینچا ہی نہین میانسے خنجر افسوس

نامہ لیکر وہ گیا قاتل بیرحم کے پاس
پر ہوا جا کے وہان قتل کبوتر افسوس

کیا خطا اسمین جو دی مشک ختن تشبیہ — بل کی لیتی ہی تری زلف معنبر افسوس

سیپ بین شوق سے یان آگئی مگر او ساقی — ہمکو دیتا نہین تو ایک بھی ساغر افسوس

آگئی پیری بھی صد حیف یہ قسمت کا لکھا — جھریان مونھہ پہ پڑین صورت مسطر افسوس

عمر سب فرقت جانان مین گذاری مینے — نہوا وصل کبھی اوسکا میسر افسوس

انفلک ہے یہی انصاف کہ شائق کی طرح — رہین بے قدر زمانے مین ہنرور افسوس

ردیف شین معجمہ

دیر فانی مین عبث ہے جو کری زر کی تلاش — لیگئے ساتھہ وہ کیا جنکو تھی گوہر کی تلاش

ایکدن تختۂ تابوت جو ہوگا بستر — تخت کی مجھکو نہ خواہش ہی نہ افسر کی تلاش

خشک ہو جائینگے جب باد خزان سے سب پھول — پھر کیون بلبل نادان کو گل تر کی تلاش

شمع رو گر کوئی ملجاے مجھے قسمت سے — پھر عبث ہے جو کرون ماہ منور کی تلاش

عمر بھر خون جگر پینے سے دل سیر ہوا — غم غلط کرنے کو اب ہے مئی احمر کی تلاش

مجھسے خستہ کو تیغ نگہ کافی ہے — پھر تمہین کسکے واسطے خنجر کی تلاش

سارے عالم سے کیا ترک تعلق ہمنے
اب نہ ہم وصل کے طالب ہین نہ دلبر کی تلاش

مینے پوچھا کہ کہان رہتی ہو تو یون بولے
تجھکو کیا کام جو کرتا ہے مرے گھر کی تلاش

اپنی ہم جنس کو رکھتا ہے ہر اک شخص عزیز
کرتی ہین اہل سخن دل سخن فہم کی تلاش

فضل ایزد سے ہوا گنج قناعت حاصل
ہمکو ہرگز نہین شائق زر و گوہر کی تلاش

ردیف صاد مہملہ

جو بادہ کش ہین بہت ہے انہین شراب کی حرص
گناہگاروںکو ہو جسطرح ثواب کی حرص

عیان ہین چہرہ سے آثار سب بڑھاپے کے
یہ لوگ کرتے ہین پھر مین کیون خضاب کی حرص

گزک کے ساتھ جنہین مئے کشی کی عادت ہے
تو پھر بجا ہے انہین بادہ و کباب کی حرص

جب آئے پیری تو کر ترک سب ہوا و ہوس
کسی طرح سے مناسب نہین شباب کی حرص

شب فراق مین آتی نہین ہے جنکو نیند
تو کیا عجب ہے جو ہو ان کو خواب کی حرص

بلا ہے حق مین بشر کے یہ نفس امّارہ
خدا ہی کھوئے بس اس خانمان خراب کی حرص

ہمیشہ ملتفت سطر ہے اساتذہ کا کلام

اسی سبب سے ہی شایق کو انتخاب ہے حرص

جسن بشر کو ہی خداوند جہانسے اخلاص — اوسکو دنیا مین ہی ہر خرد و کلانسے اخلاص

بعد مرنے کے کوئی بد نکہی یاد کرین — چاہیے ریست مین ہر پیر و جوانسے اخلاص

اونکی تحریر بھی بحسب ہے تقریر خوش — اس سبب سے ہی مجھے اہل زبانسے اخلاص

جوکہ ہین اہل ریا صاف نہین دل اونکا — وہ تو مجبور ہین پہر لائین کہانسے اخلاص

جبکہ یہ حال ہو دل اور زبان اونکی اور — پہر ہی بیفائدہ خوبان زمانسے اخلاص

دور کر دیتا ہی سب دلکی کدورت مے سے — کیون نرکہو نہین بہلا پیر مغانسے اخلاص

خاک پا اوسکا ہون کیونکہ مین شایق قلب — دل سے رکہتے ہین جو مجھ ہیچمدان سے اخلاص

ردیف ضاد معجمہ

نہ وصل سے نہ الفت سر شار سے غرض — ایجان ہمکو ہی تیرے دیدار سے غرض

جب ہم سے قطع نظر جبکہ کر چکے ہو — پہر ہے ہمسے غرض ہے نہ زنار سے غرض

جو دلمین ہے اے ساقی مشفق کی وہ پلا — ہمکو نہین ہی اندک و بسیار سے غرض

کی ترک ہمنے الفت خوبان بیوفا
اب یار سے غرض ہی نہ اغیار سے غرض

زاہد تو جا زیارت بیت الحرام کو
ہمکو فقط ہی خانۂ خمار سے غرض

حاجت نہ چتر کی ہی نہ ظل ہما کی اب
ہے ہمکو اوسکے سایۂ دیوار سے غرض

اوسکی رضا پہ چھوڑ دیا ہمنے اپنا کام
اقرار سے غرض ہے نہ انکار سے غرض

کافی ہی سیر کے لیے تن اپنا داغدار
خواہش نہ کچھ چمن کی نہ گلزار سے غرض

میںنے جو اپنا حال کہا اوس سے بول اوٹھا
فرمایئے تو کیا ہی اس اظہار سے غرض

شائق طلب ہے گنج قناعت کی بس مجھے
نے سیم و زر نہ درہم و دینار سے غرض

ردیف طای مطبقہ

پیدا کیا ہی تمنے جو ظلم و جفا سے ربط
حاصل کیا ہی ہمنے بھی صبر و رضا سے ربط

غیروں سے ارتباط ہی اوس بت کو رات دن
لازم نہیں ہے اوس بت نا آشنا سے ربط

ہے خیر و شر سرشت میں انساں کی لازمی
کیونکر نہ ہوے اسکو صواب و خطا سے ربط

یہ اور ہی مرض ہے علاج اسکا اور ہے
عاشق کے درد کو نہیں ہوتا دوا سے ربط

مربوط مجھسے آہ و فغان یون ہی ہجر مین
کہتی ہی جس طرح سے خبر مبتدا سے ربط

اوٹھتا ہی خوب صحبتِ ہمجنس سے مزہ
رکھتے ہین ربط ہمسے گدا ہم گدا سے ربط

لاتی ہی بوے کاکلِ مشکین ہر روش
ہم اس سبب سے کرتی ہین بادِ صبا سے ربط

شایق مآل کار بھی مدِنظر رہے
اب ہو گیا ہی تمکو جو اوس بیوفا سے ربط

رخ پہ تیرے خوشنما ہی کسقدر اے یار خط
غیرت دیکھا تو ہی رشکِ خطِ گلزار خط

پڑھنی کی نوبت نہ آئی گی کبھی یہ یاد رہے
سامنے غیرونکے تو دینا نہ یہ زنہار خط

دفع ہون سب عارضے ہو جائے دم مین تندرست
باندھ لے گردن مین اپنے گر ترا بیمار خط

حال سے آگاہ اپنے مجکو اکثر کیجیے
آپ کو لکھنا نہین ہی کچھ بڑا دشوار خط

جس جگہہ مجمع ہو وہان پر ذکر نامہ کا نہ آئے
کھولنا لازم نہین ہی برسرِ بازار خط

راز کی باتین لکھی جاتی ہین اکثر سوچ لے
چاہیے آہستہ پڑھنا ہی مگر غمخوار خط

شکر اسکا عمر بھر شایق نہو مجھسے ادا
بھیجے از راہِ کرم گر وہ مجھے اک بار خط

ردیف ظای معجمہ

کیون عشاق کو ہو تیری ملاقات سے حظ
جا بجان ملتا ہی اونکو ہر اک بات سے حظ

ہم تو ہین رند خوش آتا ہی ہمین ذکر شراب
ناصحا کیا ہو ہمین تیری خرافات سے حظ

زاہد خشک کی صحبت سے اوٹھے لطف کیونکر
ہی کسیکو بھی بھلا اور جمادات سے حظ

جسنے دل تجکو دیا رنج ہی دیکھا ہمنے
پھر کبھی حاصل نہوا ہمکو تری ذات سے حظ

دلمین کرتا ہی اثر ذکر خدائے برحق
اہل ایمانکو نہو کیونکہ عبادات سے حظ

فیض زہاد نہین پیر مغان سے افزون
جنکو ملتا ہے ملے اونکی کرامات سے حظ

زاہدا صومعہ بس تجکو مبارک ہوئے
دل شائق کو ہمیشہ ہی خرابات سے حظ

ردیف عین مہملہ

انجمن مین کس ادا و ناز سے آتی ہی شمع
حسن اپنا خوب پروانہ کو دکھلاتی ہی شمع

رات کو جب بیٹھتا ہی آکی وہ خورشید رو
اوسکے آگے پانی پانی ہوکی جلجاتی ہی شمع

ایک پل بھی سامنے اوسکے نہین لیتا قرار
حال پر پروانہ کی بیطرح جھنجھلاتی ہی شمع

اسلئے اوس ماہوش کے روبرو روشن کیا
بس اسی غیرت سے اپنی دل مین شرماتی ہے شمع

روشنی روے نگار سے ہے جو مثل آفتاب
کب فروغ اوس جلی کی آگے دیکھہ پاتی ہے شمع

سر بسر جلجاے لیکن نہ ہٹ جائے قدم
دیکھلو نکو طرز جلجانیکا سکھلاتی ہے شمع

تیرا حسن عارضی ہی ایکشب کے واسطے
حسن کے مہر غیرت خورشید کا ذاتی ہے شمع

بیٹھا سر کاٹ کر اوسکا جلا دیتے ہین وہ
رات بھر سوز جگر سے اسکا غم کھاتی ہے شمع

ہے مقام افسوس کا شایق سمجھ بیفائدہ
کیون ازل سے رات بھر زندگی لاتی ہے شمع

رخ سے پھر یاد دلواتی ہے شمع
آگ میرے دلکی بھڑکاتی ہے شمع

سکتہ ہو جاتا ہے تیرے سامنے
صورت تصویر بن جاتی ہے شمع

ایسا کیا ہے سر جو وہ گلگیر سے
اپنا سر ہر رات کٹواتی ہے شمع

رنگ و روغن جو کہ ہے رخ پر ترے
لاکھہ سر پٹکے کہان پاتی ہے شمع

چشم تم اور دست تم پاے بند
کیا ادب سے بزم مین آتی ہے شمع

دیکھتے ہی جب فروغ روے یار
شوق سے پروانہ بنجاتی ہے شمع

جلگیا پروانہ پہ پروانے کے ∗ حسن اک ذرہ پہ اتراتی ہی شمع
سر اوٹھاتی ہی تری محفل مین یہ ∗ اسقدر گستاخ ہوجاتی ہی شمع
دیکھکر اوس شعلہ رو کو بزم مین ∗ آتش حسرت سے جلجاتی ہی شمع

خون پروانہ کے بدلے مین ذرا
دیکھہ شائق کیا سزا پاتی ہی شمع

ردیف غین معجمہ

ہی تری حسن دلاویز سے جہان کو فروغ ∗ کہ جیسے مہر کے باعث ہی آسمانکو فروغ
نزاکت اور لطافت جو تجھمین ہے اے گل ∗ ہو کس طرح سے ترے آگی گلستانکو فروغ
نہ سمجھون کیونکہ تجھے اپنی حق مین آب حیات ∗ ترے طفیل سے ہے میری جسم و جان کو فروغ
ہماری آنکھون سے جاری یہ اشک ہین پیہم ∗ ہو انکے سامنے کیا قلزم روان کو فروغ
ہمارا قصہ سناکر تو خوب آئی نیند ∗ کہ اسکے آگی نہین اور داستان کو فروغ
کرین نہ کیونکہ تمنا شریک ہونے کی ∗ ترے وجود سے ہی بزم دوستانکو فروغ
ہمارا حال بیان ہو جو بزم ماتم مین ∗ تو فرط گریہ سے ہو پھر نہ نوحہ خوانکو فروغ

خدا کے فضل سے وہ فکر ہے رسا میری
کہ ہر جگہہ ہے مری طبع نکتہ دانکو فروغ

مشابہت ہے اونہین ابرو و مژہ سے تری
اسی سبب سے تو ہے تیغ اور سنانکو فروغ

ہزار شکر ہے شائق ہم اونکی امت مین
کہ جنکی ذات سے ہے روضۂ جنان کو فروغ

ردیف فای

سامنے عشاق کے کیونکر نہو توقیر زلف
سر چڑہائی یار نے اپنی خوشا تقدیر زلف

ہے مجھے زلف چلیپا کی تصور مین جنون
چاہئیے پاؤنکو میرے حلقۂ زنجیر زلف

اسپہ حجت کیا کرے کوئی سماعی بات ہے
اعتباری امر ہے تانیث اور تذکیر زلف

خط کے آتی ہی ہوا بازار حسن یار سرد
ہنستے ہی تقدیر خط یار پر تقدیر زلف

زینت زلف معنبر کے لئے شانہ بنا
شمع عارض کے لئے پیدا ہوا گلگیر زلف

ہے پکڑنا سانپ کا ممکن فسون و سحر سے
پر بہت دشوار ہے اے ہمنشین تسخیر زلف

زلف کا نقشہ کبھی ممکن نہین دن مین کھنچے
ہان شب دیجور مین شاید کھنچے تصویر زلف

دن جو روشن ہے تو ہے چہرۂ پرنور کا
رات جو تاریک ہوتی ہے یہ ہے تاثیر زلف

محو کرنا دلکو عاشق کے ہے یہ عارض کا کام | پیچ میں نے آپہنسا لینا یہ ہے تدبیر زلف
کیا بلا ہے دام تیری کاکل خمدار کا | ہوگئے چین و بشر جور و ملک تسخیر زلف

آگیا آخر قلم میں بال بس خاموش ہو
ختم ہونے کی نہیں شائق کبھی تقریر زلف

ردیف قاف

آہ دیکھوں نہ آنکھوں سے اپنی روئے فراق | سنوں نہ کانوں سے اپنی میں گفتگوئے فراق
ابھی سے دل ہے دھڑکتا خدا ہی خیر کرے | کہ مجکو وصل سے آنی لگی ہے بوئے فراق
یہی ہے ورد زبان صبح و شام فرقت میں | کہ تیغ وصل سے یارب کٹے گلوئے فراق
بتان ہند کی صحبت سے بس نفرت ہے | کہ انکی وصل میں کرتا ہوں آرزوئے فراق
ہمیشہ کوچۂ وصلت کی سیر کی ہمنے | گذر کبھی نہیں میرا ہوا بکوئے فراق
ہے مجکو ایکسا اب وصل و ہجر کا عالم | نہ اتصال کی خو ہے مجھے نہ خوئے فراق

ہمیشہ شغل مجھے شعر کا رہا شائق
نہ ذکر وصل خوش آیا نہ گفتگوئے فراق

ردیف کاف

کیونکر کرے نہ لب کو ہمارے شراب خشک
گرتا ہی سب کے دامن تر آفتاب خشک

وہ تشنہ لب ہون ذبح جو قاتل کرے مجھکو
ہو جائے نہر حلق سے خنجر کا آب خشک

مجھسے اگر خفا ہو تو کچھ گالیان بھی دو
بھاتا نہین ہے مجھکو یہ ایسا عتاب خشک

پھر گرگ کے مر دل بریان کے لے کباب
ساقی کہین ملین گے نہ ایسے کباب خشک

اوڑتی ہین مونھ پہ تیرے جو قاصد ہوائیان
شاید کہ اوسنے تجھکو دیا ہے جواب خشک

دریا دلی سے تیری نہایت بعید ہے
ساقی دکھانا پیاس مین جام شراب خشک

معشوق سبکو اس فلک پیر نے دیئے
شائق فقط ہمارے گذرا شباب خشک

جو کہ صابر ہین بدل رنج و بلا کے نزدیک
اجر اوس صبر کا ٹھکے ہی خدا کے نزدیک

ہے مزہ عشق مین تکلیف اوٹھانیکا مدام
درد اپنا نہین جاتا ہی دوا کے نزدیک

مہربان حال پہ کرے میرے اوس مہرو کو
امر دشوار نہین ہی یہ خدا کے نزدیک

کرین معشوق پہ بیساختہ جان اپنی نثار
کام آسان ہے یہ اہل وفا کے نزدیک

صاف باطن ہین جو کہدیتی ہین کرتے ہین بجے
ہمتو جاتے نہین سہواً بھی ریا کے نزدیک

جسنے درخواست جو کی حق سے ہوئی وہ منظور
رہتی ہی صدق سے تاثیر دعا کے نزدیک

قتل بیجرم کرین اور نہ خدا سے وہ ڈرین
دور یہ بات ہے کیا اہل جفا کے نزدیک

حسن مین گرچہ وہ بے مثل ہی لیکن افسوس
قدر عاشق نہین اوس ماہ لقا کے نزدیک

کرنا توہین کسی شخص کی از راہ غرور
ہی یہ معیوب نہایت شرفا کے نزدیک

آخرت مین وہی اچھے ہین جو ہین صاحب فقر
گرچہ قدر اونکی نہین ہے امرا کے نزدیک

شیشہ و جام سے ہی دور و تسلسل موجود
گرچہ باطل ہین یہ دونون حکما کے نزدیک

حق تعالیٰ نی عطا کی ہی اوسی رای صواب
فلک شایق نہین جاتی ہی خطا کی نزدیک

ردیف لام

اسلئے کرتے ہین جو بیان جہان توقیر دل
اپنے ثابت ہو گئی ہی ہر طرح تاثیر دل

ہے عمارت کا بنانا دہر فانی مین عبث
چاہئے انسان کو ہر حال مین تعمیر دل

مین جو تیرے در پہ آیا کیون جھڑکتا ہی مجھے
میری اس مین کیا خطا ہی یہ تو ہی تقصیر دل

دلمین وہ موجود ہی پر آنکھ سے پوشیدہ ہے ۔ آنکھ کی تقدیر سے افضل ہوا تقدیر دل

مضطرب ہو کر چلا آتا ہے وہ رشک قمر ۔ پر اثر ہے اسقدر یہ نالۂ شبگیر دل

دیکھکر وے تبان قابو مین پھر رہتا نہین ۔ چاہئے کرنا کسی صورت سے تدبیر دل

دل تو دلبر لے گیا ازبہر رفع اضطرار ۔ رکھدو پہلو مین کہ اب جائے دل تصویر دل

ہاتھ آنا اور چیزون کا تو کچھ مشکل نہین ۔ پر نہین آسان ہے اے دوستو تسخیر دل

شیفتہ ہون اوسپہ مین تجھسے مجھے کیا کام ہے
سنے شائق تمہی یہ بیساختہ تقریر دل

ہوا رنج و بلا مین مبتلا دل ۔ عبث اوس شوخ کو ہمنے دیا دل

نہ پوچھو بات بھی اب میری جان ۔ ہمارا اسلئے تمنے لیا دل

ہوا مفتون زلف شوخ بے مہر ۔ پڑا اس پیچ مین اپنا پھنسا دل

توجہ غیر پر ہمسے رکھائی ۔ نہین ملتا ہے یون اے دلربا دل

جفا سہتا ہے اور آتا نہین باز ۔ ملا ہے کس قدر ہمکو برا دل

نہین کینہ ہے دشمن سے بھی اوسکو ۔ یہ کہتا ہے مرا صدق و صفا دل

اوٹھائے تاب نہ فرقت کے صدمے ۔۔۔ ہوا ہی زیست سے اپنی خفا دل
تہ تیغ ستمگر اُف نہ کی واہ ۔۔۔ تجھے صد آفرین صد مرحبا دل
ہوا مقتول اپنی شوق سے تو ۔۔۔ اب اسپر چاہتا ہی خونبہا دل
بہت بے چین ہو کر وہ چلا آئے ۔۔۔ بس ایسی کھینچ اک آہ رسا دل

ہوا سب خلق سے بیگانہ شائق
جو اوس بت سے ہوا یہ آشنا دل ؛

ردیف میم

آہ مین کس سے کہون حال دل زار تمام ۔۔۔ میرا قصہ نہین ہونیکا یہ زنہار تمام
لے خبر جلد آکے مسیحا اسکی ؛ ۔۔۔ کوئی دم مین یہ ترا ہوتا ہے بیمار تمام
حسن جانسوز نے تیرے یہ اوٹھائی دھوم ۔۔۔ کہ حسینان جہان ہو گئے بیکار تمام
گھر سے نکلا ہے تفریح جو وہ غیرت گل ۔۔۔ ہو گئے رشک چمن کوچہ و بازار تمام
سیر نظارۂ رخ سے یہ نہین ہوتے ہین ۔۔۔ چشم عاشق ہین سبھی روزن دیوار تمام
دخل کیا باد سحر جسم سے اوسکے چھو جائے ۔۔۔ گل سے نازک ہے نہایت بدن یار تمام

پھر کسی کو نہ رہا دیر و حرم سے مطلب
شیفتہ تجھ پہ ہوئے کافر و دیندار تمام

غم فرقت نے مرا کام کیا آخر کار
ہاتھ ملتے ہی رہے مونس و غمخوار تمام

ہے مگر ناسخ مرحوم کا فیضان سخن
سرہرے ہوئے ہین شایق کے جو اشعار تمام

دلکو رہتا ہے تصور مین کمر روئے صنم
رات کو یاد کیا کرتا ہون گیسوئے صنم

قتل کا اپنے مجھے غم نہین ہان یہ غم ہے
کہ اذیت اوٹھائے کہین بازوئے صنم

نہ پڑی سرو لب جو پہ نظر قمری کی
دیکھ پائے وہ کہین گر قد دلجوئے صنم

تیر ناوک کا سمجھتا ہون مین اوسکی پلکین
دم شمشیر سمجھتا ہون مین ابروئے صنم

دوستو اب تو ہمارا بھی خدا حافظ ہے
ہو گیا ہم پہ ہر اک طرح سے قابوئے صنم

یہ تمنا ہے دم مرگ کسی صورت سے
ہو مرے سر کے تلے تکیہ زانوئے صنم

دیکھ محراب کو بیساختہ جھک جاتا ہون
یاد کعبہ مین جو آجاتی ہین ابروئے صنم

آج کیا باد صبا کوئے صنم سے آئی
ہے جو پھیلی ہوئی اب چارون طرف بوئے صنم

تپش دل سے تجھے سب سمجھون کہ ہان تو کچھ ہے
کہ ملے آکے مرے پہلو سے پہلوئے صنم

مصحفِ رخ پہ ہی خط ترجمۂ حسن صبیح ٭ حاشیہ زر کے کتابی پہ ہی گیسوے صنم

واعظا بہر خدا کر کوئی ایسی تدبیر ٭ تجکو فردوس ملے مجکو ملے کوے صنم

خلش دیر و حرم رکھتے ہی شایق میرا
دل کبھی سوے خدا اور کبھی سوے صنم

ردیف نون

اوٹھا شایق قلم کو آج حمد کبریائی ہین ٭ کہ شہرہ ہو رہے اشعار کا ساری خدائی ہین

قلم ہی شمع کافوری سراسر فیض سے اوسکے ٭ ہوا ہی صفحۂ کاغذ یدِ بیضا صفائی ہین

کہون صلِّ علیٰ روحِ محمد پر بصدقِ دل ٭ کہ وہ مصروف ہونگے حشر کو میری رہائی ہین

زبانِ خامہ سے گر نکلے مدحِ آلِ پیغمبر ٭ اثر ہو چشمۂ حیوان کا ظاہر شنائی ہین

کیا ہی شہرۂ عالم مجھے فقر و قناعت نے ٭ ہوا ہی مرتبہ حاصل شہاہی کا گدائی ہین

وہ سنگِ آستانہ اوسکا رونق بخشِ عالم ہی ٭ کہ ہی ممتاز کسری جسکے در پر جبہ سائی ہین

تمنا ہی یہ شایق کی مشرف ہو زیارت سے
رہے تا زندگی در پر تمھارے جبہ سائی ہین

رہا اوس بحر خوبی پر مین عاشق ناتوان ہر سون
مجھی ثابت قدم پایا کیا ہی امتحان ہر سون

جو آتش کو چھپا دیکھا ہی تجھپر مین تو مینی بھی
دیہی الفت کو جانا کی کہا تن مین نہان ہر سون

مین وہ برگشتہ دوران ہون کہ جیسا جی مین آجاوی
مری گردش کو کب پہونچے پھرے گو آسمان ہر سون

شراب شوق پی لی میکدہ مین خوب تن تن کر
رہا مانع اگرچہ مجکو وہ پیر مغان ہر سون

وہ ہون مجنون شوریدہ ہوا الفت جو دامنگیر
تو وحشت مین گریبان کی اڑائین دھجیان ہر سون

سراپا ہی ہوا گلزار رشک خلد داغون سی
نہ آئی یا الٰہی اس چمن مین یہ خزان ہر سون

سدا ہی جو عدم کو نام اپنا چھوڑ کر مشتاق
عبث ہی ڈھونڈتا اونکو نہ پائے گا نشان ہر سون

ہی غضب الفت نہین کچھ اوس بت بے پیر مین
جس طرح ہوتی نہین بو بھی گل تصویر مین

مرغ دل کو تاک کی تو صید کر ابرو کمان
دور رہتا ہی ہدف سی ہو کجی جس تیر مین

جوش وحشت پر ہی میرا اندنون ای ہمنشین
پاؤن رہتا ہی نہین اب حلقہ زنجیر مین

تھا یہ شوق قتل جب قاتل نی اوسکو صید کیا
بس صدا شکر کی پیدا ہوئی نخچیر مین

کب نبات و قند پاتی تیرے آگے کچھ فروغ
دی خدا نی ایسی شیرینی تری تقریر مین

قتل ہو کر پھر حیات تازہ پاتا ہے قتیل ہے عجب تاثیر قاتل جوہر شمشیر مین

زلف کا خم بھی نہین جاتا تعجب ہے مجھے جسطرح بل پڑ گیا ہے آہ کی تاثیر مین

کاکل جانان مین جاکر پھنس گیا عاشق کا دل دانۂ زنجیر تھا اس مرغ کی تقدیر مین

سیکڑون لکھے نہ آیا ایک خط کا بھی جواب

عمر آخر ہو گئی **شائق** مری تحریر مین

تیغ ابرو لگ گئی ہے دل پہ کاری اندنون زعفرانی ہو گئی رنگت ہماری اندنون

پیرہن مین جو نہین پھولے سماتے اہل عشق لائی ہے کیا بوئے گل باد بہاری اندنون

ابر تر میرے مقابل ہو یہ کیا اوسکی مجال کر رہا ہون ہجر مین وہ اشکباری اندنون

غیر اوسکی زلف مین کرتا ہے شانہ اور یہان سر پہ میرے چل رہی ہے ایک آری اندنون

اوسنے بیرحمی پہ باندھی ہے کمر بس خیر ہو کام کچھ کرتے نہین ہے آہ و زاری اندنون

جان کا بچنا بہت مشکل نظر آتا ہے اب حکم قتل عام ہے قاتل کا جاری اندنون

صورت اپنی تو کسی صورت دکھاتے ایکبار ہوتی ہے معلوم کیا صورت پیاری اندنون

خاک کوئی یار ہے خاک شفا حق مین مرے

اسلئے شائق کو بہائی خاکساری مدتون

پڑی بسمل تڑپتی ہین ہزارون کوچۂ جانان مین
روانی دی الٰہی اوسکی آب تیغ بران مین

شہیدونکا بہا ہی خون ایسا کوچۂ جانان مین
شفق ہی چرخ پر شرمندہ اور لالہ گلستان مین

رقیب روسیہ پہنچا ہی دیکھو کوئی جانا نہین
گذر ابلیس کا گویا ہوا ہی باغ رضوان مین

لگاوے سرمہ مشاطہ کبھی جو چشم جانان مین
تو بھولین چوکڑی آہو خجل ہو کر بیابان مین

لکھا ہی ایک مصرع مینے وصف زلف پیچان مین
تو سطرین لکھا رہی ہین بل سراسیمہ پریشان مین

نہ کیون ہو فرق اوسکی زلف مین اور روے تابان مین
نفاق اکثر ہوا کرتا ہی کافر اور مسلمان مین

لگایا ماہوش نے خال مشکین روے تابان مین
تعجب ہے کہ ہوئے ایک نقطہ سارے قرآن مین

صباحت اور ملاحت ہے جو اوسکے روے تابان مین
براقت ماہ مین ایسی نہ خورشید درخشان مین

ہوا ثابت یہ ہمکو مصحف رخ پر خط آنے سے
لکھی ہی سورۂ واللیل کاتب نے یہ قرآن مین

دکھاتی آنکھ ہی نرگس مجھے تیری طرح ای گل
ہنسا کرتی ہین غنچے بھی سمجھ روتا ہون گلستان مین

ہوئی جب سوزن عیسی یہان عاجز تو اے ہمدم
رفو کیا کر سکے کوئی مرے چاک گریبان مین

لبون پر دیکھ اوس رشک گل کی پان کی سرخی
چھپایا لعل نے منہ شرم سے کوہ بدخشان مین

دکھائیگا وہ مجھکو آنکھ غصہ سے مین ڈرتا ہون
گئی ہین آہ کی روزن بہت دیوار زندان مین

مسلسل اشک موتی کی لڑی بنجاتی ہین اکثر
شب فرقت مین روتا ہون کبھی یاد دندان مین

مین وہ ہون آبلہ پا جسکی خارون کو تمنا ہی
قدمبوسی کو آتی ہین جو جاتا ہون بیابان مین

اوجاڑا آشیان بلبل کا ای صیاد کیون تونے
رہی تھی آن کر اک گل کی خاطر وہ گلستان مین

نہین بکھری ہی رخ پر زلف تیری ای مہ گلرو
ختن کی رہنی والی آگئی شہر بدخشان مین

مقابل چہرۂ انور کے آیا تھا چمک کر یہ
لگا دھبا سراپین اوسکی دیکھو ماہ تابان مین

رہا کرتا ہی ہر دم ذکر حق محفل مین اے شائق
جو بہکانی کو آئی یہان نہین جرأت یہ شیطان مین

مزہ مجکو ملا ہی کس قدر قطع بیابان مین
نہ مطلق دل نہین لگتا مرا سیر گلستان مین

بھلا کیونکر نہ رو دون پھوٹ کر مین کوچہ جانان مین
دیا کرتی ہین اکثر باغبان پانی گلستان مین

نہو جسمین محبت اوسکو کیونکر آدمی کہیے
یہی تو فرق بس باقی رہا حیوان و انسان مین

مین اپنی بیکسی پر آپ رو لیتا ہون عبرت سے
گذر ہوتا ہی میرا جب کبھی گور غریبان مین

چلا جاتا یہ سیدھا راستے کی نہ مین بہتر تھا
نہ پھنستا دل لی جا کر تری گیسوی پیچان مین

صبا اتنی وصیت مری تجھسے ہی پس از مردن
کہ لیکر ڈال دینا خاک میری کوی جانان مین

ہمارے اخترِ طالع کو کیون برگشتگی ہوتی
اگر ہوتی نہ گردش گنبدِ گردون گردان مین

ہزارون پیرہن مین چاک اکساعت مین ہوتے ہین
کچھہ ایسا بڑھ گیا ہی اُنس دست و گریبان مین

ہوئی ہی خود بخود نفرت ہے معشوقان ہند سے
پئے تفریح اب جا کر رہونگا انگلستان مین

رسن مین ڈالکے جو آدمی کا حال ہوتا ہی
بعینہ دل کا عالم ہی وہی زلفِ پریشان مین

یقین ہے شاعرانِ فارسی بھی مدح گویان ہون
غزل میری اگر پہونچے کسی صورت صفاہان مین

نہو مضمون جس مین انتشارِ طبع کا یارو
غزل ایسی نکلی کی کوئی شائق کیے ہو نہین

بی دھڑک کوچۂ جانان مین گذر کرتی ہین
ہم جو کچھہ کرتی ہین بیخوف و خطر کرتی ہین

دیکھہ کر قد کو تری چشم کو تر کرتی ہین
ہم اسی آب سے سیراب شجر کرتے ہین

گاہ نظارۂ رخ گاہ سرِ زلف کی دید
ہم بسر اپنی یونہی شام و سحر کرتے ہین

اپنی دامن کی تو کیا اصل ہی وقتِ گریہ
دامنِ کوہ کو ہم اشکون سے تر کرتے ہین

ہم تری یاد مین ای ماہ لقا بالمرہ
نالۂ نیم شبی آہ سحر کرتے ہین

ہے یہ صحراے جنون وادی ایمن ہمکو
ہم بھی موسیٰ کی طرح دید مکرر کرتے ہین

کیون طبیعت ہی یہ بالعکس ہا نہ اپنی
عیب دکھلاتی ہین پوشیدہ ہنر کرتے ہین

یہ نفس نہین اکسیر غم عشق کی ہے
نفس سرد سے ہم خاک کو زر کرتے ہین

دیکھ لیتے ہین تجھی دیدۂ دل سے ہم بھی
غیر نظارہ ترے رخ کا اگر کرتے ہین

پوچھہ ناسخ سی یہ مشتاق کہ عدم مین کیا ہی
لوگ دنیا سے جو دنرات سفر کرتے ہین

داغ دل روشن رہے کچھہ کام گلشن سے نہین
تختۂ گلزار تو بہتر مرے تن سی نہین

ہے یقین مجکو کہ بعد از مرگ بھی ایجان جان
چھوٹنے کی خاک میری تیرے دامن سے نہین

زخم صوری ہو تو ہو سکتا ہی اوسکا کچھہ علاج
چاک دل سلنے کا عیسے کی بھی سوزن سے نہین

ہون مقید حلقۂ زلف سیاہ یار کا
قید کی حاجت مجھے زنجیر آہن سے نہین

دیکھئے انجام کیا ہوتا ہی میرے عشق کا
سخت مشکل ہی کہ مین واقف کچھہ اس فن سے نہین

ماہ سے افزون ہی روشن منہہ تیرا اے رشک مہر
بزم کو میری غرض کچھہ شمع روشن سے نہین

اوس بت عیسیٰ ادائی سے کہتا ہون وقت بوسہ یہ
مین تو لینے کا کبھی کم ایک درجن سے نہین

خواہش سفل اہل مین عالی کی اطاعت ہے ضرور ‌ ‌ ‌ کیا غرض عیسیٰ سی جب الفت فرنگن سی نہین
دوست ہے جب سر بخاش پھر کیا کیجئے ‌ ‌ ‌ امر تقدیری مین شکوہ جبر دشمن سی نہین

منتشر رہتا ہون شائق شاعری کا شغل ہے
جان سے ہون تنگ لیکن شعر کی فن سی نہین

جب سے اوس بت سے ہوئی الفت ہمین ‌ ‌ ‌ سارے عالم سی ہوئی وحشت ہمین
کب میسر ہے تری صحبت ہمین ‌ ‌ ‌ ای پری دکھلا ذرا صورت ہمین
لیچلی صحرا کو اب وحشت ہمین ‌ ‌ ‌ دیکھئے دکھلائی کیا قسمت ہمین
اک گھڑی بھر بھی نہین اسکو قرار ‌ ‌ ‌ دل ملا ہی شیشۂ ساعت ہمین
درد دل اور گریہ شام و سحر ‌ ‌ ‌ زلف و رخ سے یہ ملی راحت ہمین
داغ دل سیر بیابان اشک خون ‌ ‌ ‌ عشق نے بخشی ہے یہ دولت ہمین
ہو گیا مثل سحر دل چاک چاک ‌ ‌ ‌ یاد جب آئی شب فرقت ہمین
ہوشیاری کسکی یہان تو ہو گیا ‌ ‌ ‌ برقع رخ پردۂ غفلت ہمین
آہ دکھلاتا نہین وہ شوخ چشم ‌ ‌ ‌ خواب مین بھی اب کبھی صورت ہمین

ہی اگر خواہش تو تیری ہی فقط — اور باقی اب نہین حسرت ہمین

وصل کی وعدہ پہ دیتا ہی فریب — اے ستمگر یہی شفقت ہمین

ایسے وعدہ کا نہین کچھ اعتبار — آپ کی معلوم ہی عادت ہمین

بوسہ و دشنام کی اے جان جان — بھولتی اب تک نہین لذت ہمین

رات دن مصروف منہیات ہین — سو ہی دنیا دلسے ہی رغبت ہمین

نیک و بد مین کچھ نہین ہی اختیار — دے الٰہی دیدہ عبرت ہمین

دل اوٹھالین تجھسے یہ ممکن نہین — ہی یہ مقسوم ازل چاہت ہمین

شدت خفقان سے از بس تنگ ہے — عرصہ افلاک کی وسعت ہمین

بوسہ لب شب جو پینے لے لیا — بولی یہ بھاتی نہین جرأت ہمین

اسقدر بیباکیان شائق مگر
تیری آتی ہے نظر شامت ہمین

وصل معشوق سے یہان کوئی بھی ناکام نہین — دفتر عیش مین اپنا ہی فقط نام نہین

واحسرتا کی صدا قبر سے آتی ہے ہنوز — بعد مردن بھی ترے کشتہ کو آرام نہین

لون رقیبون سے مین کسطرح قصاص اے ہمدم
چین دیتی ہی مجھے گردش ایام نہین

ہنسکے فرمایا کیا مینے جو بوسہ کا سوال
سائل ایسا تو کبھی قابل انعام نہین

گھر سے بیزار ہوا اور عرصۂ صحرا سے بھی تنگ
دل بیتاب کو اپنی کہین آرام نہین

ترے دامن مین گلگون ہے تو کیا جانی خطر
میرا ملبوس یہ کچھ جامۂ احرام نہین

دام کاکل مین تری جو کہ گرفتار ہے
پختہ مغزان محبت مین وہی خام نہین

مین بہلا خاک کرون سیر و تماشا چمن کے
شدت ضعف سے یان طاقت یک گام نہین

ہے شب تار جدائی کو نہین میری سحر
جس طرح روز قیامت کے لئے شام نہین

تالب گور یہ چھٹتا ہی نہین ہی فسے
شائق اس عشق کے آغاز کا انجام نہین

سرو سا آزاد گو مین گلشن عالم مین ہون
نخل ماتم کیطرح پر محفل ماتم مین ہون

اوسکا مضمون کم آتا نہین کچھ ذہن مین
ایکمدت سے مین فکر معنی مبہم مین ہون

ق

نے سبب مجھسے خفا وہ تندخو ہے اسلئے
منتشر اس فرالعینی کی کیف و کم مین ہون

پوچھتے ہو حال کیا مجھسے نحیف و زار کا
کیا کہون مدت سے مین کس آفت مین کس غم مین ہون

لوٹتا ہون خاک پر درد دل بیمار سے
جان بلب ہون انتظار شوخ عیسیٰ دم مین ہون

طوق و زنجیر و سلاسل کی مجھے کیا احتیاج
مین تو خود ہی قید تار کاکل پر خم مین ہون

صورت عنقا مین شائق گو نظر آتا نہین
پر یہ ظاہر ہو کہ مین مشہور اک عالم مین ہون

ہمنشین اوسکی خبر آتی نہین
زندگی اپنی نظر آتی نہین

ہو قناعت سے مجھے ربط کمال
طبع میری سوے زر آتی نہین

رات ہو جاتی ہو اپنی روز حشر
رو برو شکل سحر آتی نہین

آپ ہین مجھسے خفا ہے خفا
زندگی کیا یون بسر آتی نہین

نالۂ بے لطف سے کیا فائدہ
لب پہ آہ پر اثر آتی نہین

نقص پیماں سے ہو لازم انفعال
شرم کچھہ تمکو مگر آتی نہین

اہل دنیا خود ستائی کے ہین محو
اور خوشامد ہمکو کر آتی نہین

ہو کمر یا قدرت پروردگار
وہم مین اوسکی کمر آتی نہین

خیر ہمکو آئی ہے شائق پسند
شکر ہے جو ہمکو شر آتی نہین

AZAD LIBRARY ALIGARH ۵۳۲۳۹

لازم ہمین شکایت چرخ کہن نہین ... وہ کون ہی بشر جسے رنج و محن نہین

دریائی حسن جوش سے ہی موجزن ہوا ... پیشانی صنم پہ پڑی ہی یہ شکن نہین

دشمن کو بھی برا نکہین ہم چہ جا دوست ... رنجش کرین کسی سے یہ اپنا چلن نہین

خانہ بدوش جو کہ ہین اونکا ہی یہ کلام ... غربت مین وہ مزہ ہی کہ یاد وطن نہین

چین جبین ہمسے کہین ہو نہ زلف یار ... منظور اسلئے ہمین ختن نہین

عشاق کی ہوئے ہین یہ نظارگاہ جمع ... پردہ مین یہ جھپی ہوئی اوسکی رسن نہین

سینہ نگو نے تختۂ گلزار ہو گیا ... ہمکو ذرا بھی خواہش سیر چمن نہین

جی مین ہی چلکے کوئی نیا ملک دیکھئے ... اب قابل قیام یہ دیر کہن نہین

برج شرف سے شمس کی پھیلی ہی یہ شعاع ... محرم کے گرد اوسکے ٹکی یہ کرن نہین

شائق نداق طبع سے موقوف کر نہ فکر
بالفعل گو زمانہ مین قدر سخن نہین

مجکو لگی ہی آگ سی میرے دل رنجور مین ... بادۂ آتش خیز کا عالم ہی ہر ناسور مین

عاشق و معشوق مین سمجھو بس اتنا ہی فرق ... فرق نازک جسقدر ہوتا ہی نار و نور مین

صحبت خوبان عالم چھوڑکر احمق نہین ✗ زاہدو تڑپا کرو تم یہان خیال حور مین

چاندنی شب ہے کرون موزون سخن رشک گل و صف زلف کا مضمون لکھونگا شب دیجور مین

بانکی سرخی گل سے جب نظر آنے لگی ✗ شراب سرخ سمجھے شیشۂ بلور مین ⁂

داغ دلکی دوستو میرے دوا کرتے ہو گر ⁂ ڈالدو بال سمندر مرہم کافور مین ✗

جو رخ انور مین ہے میرے مجھکو آیا ہے نظر ✗ یہ جھلک موسیٰ نے کب دیکھی تھی شمع طور مین

ہوگیا ہی محو دل سے شغل شعر و شاعری ہو نہین خود رفتہ خیال ناسخ مغفور مین

سینہ سوزان مین ہے میرے دلکی یہ صورت ہوئی ایک نقطہ جسطرح ہو خانۂ معمور مین ⁂

خاتمہ دو چیز کا دنیا مین شائق ہو گیا
خاکساری مجھ مین نخوت اوس مغرور مین

ایک مدت سے مجھے درد جگر ہوتا نہین یعنی اب کوئی حسین مدنظر ہوتا نہین

آہ کا اپنی ذرا اوسپر اثر ہوتا نہین ✗ اوسکا اس جانب کبھی سہواً گذر ہوتا نہین

ہوگیا موئے کمر کا دھیان ہی مجھکو وبال کون کہتا ہی میان موئے کمر ہوتا نہین

عشق کے بازار مین جنس محبت مول لے ✗ یہ وہ سودا ہے کبھی جسمین ضرر ہوتا نہین

خشم جانان دفع ہووے نیستی کس طرح
شعلۂ رخسار کو پانی کا ڈر ہوتا نہین

نفع ہو بیجا خلق کو حاصل یہی ہے زیست کا
وہ شجر کس کام کا جسمین ثمر ہوتا نہین

حسرتون ہی مین ہوے اسکندر و دارا و جم
سیر دنیا سے غرض کوئی بشر ہوتا نہین

چرخ کا شکوہ نکر حاصل نہو گر کام دل
رنج کیا اسکا نہونے دے اگر ہوتا نہین

طعن ناصح غفلت دنیا مین مجھے عیش ہو
کون ہے جو میکدہ مین بیخبر ہوتا نہین

زخم دل جو ہے اذیت سے وہ بس محفوظ ہے
نخل ہو جی دیکھ لے زیر تبر ہوتا نہین

ایکجا پرتو جسمین ہون مجتمع ممکن نہین
دیکھ لے گر شمس ہوتا ہے قمر ہوتا نہین

رنگ فق صبح جدائی کا مری کیونکر نہو
چاک کب آہون سے دامان سحر ہوتا نہین

خشک مغز ہی ہو گئی ہے آج کل شاید محیط
اندنون مجھسے جو موزون شعر تر ہوتا نہین

گوہر مضمون نکلتے ہین مگر نے آبدار
جبکہ دریائے طبیعت جوش پر ہوتا نہین

طبع حاضر ہو نہو پر شعر کہنا ہے ضرور
اہل فن شعر سے ہی شائق نظر ہوتا نہین

مری خو وفا ہے اور مین ہون
تری طرز جفا ہے اور مین ہون

تری زلفِ رسا ہے اور مین ہون
یہی کالی بلا ہے اور مین ہون

صدائے گل یہی ہے فصل گل مین
گلا اب چاکِ قبا ہے اور مین ہون

نہ اوٹھونگا مسیحا در سے تیرے
یہی دار الشفا ہے اور مین ہون

کرونگا چشم دل کا اپنی سرمہ
بس اوسکی خاک پا ہے اور مین ہون

کبھی لائی نہ مجھہ تک بوے جانان
مگر باد صبا ہے اور مین ہون

نہین ہے غیر کا یان ذکر ہرگز
فقط چرچا ترا ہے اور مین ہون

مجھے محروم رکھا وصل کی شب
تری شرم و حیا ہے اور مین ہون

ہوا ہے خون جگر دونون کا شائق
غرض برگ حنا ہے اور مین ہون

وہی یان جلوہ گر ہے اور مین ہون
وہی پیش نظر ہے اور مین ہون

اگر ہے قتل میرا تمکو منظور
تو بس حاضر یہ سر ہے اور مین ہون

عدم سے ڈھونڈھ کر لاؤنگا اوسکو
ترا موے کمر ہے اور مین ہون

نہین پہلو مین میرے یان کوئی اور
دل شوریدہ سر ہے اور مین ہون

سینہ خانہ ہے اس باعث سے روشن
کہ وہ رشک قمر ہے اور مین ہون

علم کر شوق سے شمشیر اپنے
مرا سینہ سپر ہے اور مین ہون

رولاتا ہی ترا قامت چمن مین
صنوبر کا شجر ہے اور مین ہون

نہین آتا جو میرے گھر پہ وہ ماہ
اب اوسکا رہگذر ہے اور مین ہون

شب وصل صنم مین بول اوٹھا او
دلا مرغ سحر ہے اور مین ہون

نہ آیا پاس شائق کے کسی دن
یہ آہ بے اثر ہے اور مین ہون

ردیف واو

جسکو تو چھوڑے خفا اوس سے مقدر کیون نہو
جسپہ تیرا لطف ہو وہ سب سے بہتر کیون نہو

حسن پہ تیرے دیہون ہزارون عاشق جانباز ہم
شہرہ آوے حسن کا عالم مین گھر گھر کیون نہو

ہم تجھے چشم تصور سے تو دیکھین گے مدام
ای پری پر لاکھ پردے تو اندر کیون نہو

سیر کرنے کے لئے جسدم وہ جاوےگا باغ مین
گل خوشی سے پھول کر جامہ سے باہر کیون نہو

جوش گریہ کو ہمارے دیکھ کر وہ ہجر مین
پانی پانی شرم سے ای دل سمندر کیون نہو

ہی قیامت کا اثر تیری خرام ناز مین
دو قدم جس جا چلے پہر وہان محشر کیون نہو

اس نزاکت کو گل رعنا کی دیکہو یا سہے
پہولونکا اوسکے بدن پر گرچہ زیور کیون نہو

زرد رہتا ہی رخ عشاق دائم مثل زر
پہر بہلا الفت مین ہر مفلس تونگر کیون نہو

مے بہی ہو مینا بہی ہو اور ساقی گلگون بہی
جب مہیا ہو یہ سب پہر دور ساغر کیون نہو

بیٹھ کر پہلو مین دم بہر لیا دلکو مرے
پہر کبہی سہوا نہ پوچہا وہ دلبر کیون نہو

صاف ہو جو دل کدورت سے تو پہر آرسی کا وہ
مہر سے بہتر کہین وہ دل منور کیون نہو

شوق مجکو سرخرو ہونیکا تہا حد سے زیاد
قتل پر آمادہ ہے میرے وہ ستمگر کیون نہو

روئے ہین ہم یاد مین موتی سے دانتونکے جو اب
گر کے اشک آنکہون سے اپنا رشک گوہر کیون نہو

باز آ پہر خد عشق بتان سے شائق اب
ورنہ آئیگا تو ہرگز گو قلندر کیون نہو

جو حسن مین بے مثل ہو یکتاے زمان ہو
مشتاق نہ کیون اوسکا ہر اک پیر و جوان ہو

ہر بال اگر جسم پہ بندہ کے زبان ہو
نعماے الٰہی کا نہ کچہہ شکر بیان ہو

پہر زیست کی امید ہو کس طرح سے یارب
وہ رشک مسیحا جو مرا دشمن جان ہو

ہر چند کرے جور و جفا قاتل بیرحم
لازم ہے کہ لب پہ کبھی آہ و فغان ہو

طالب جو ہوئے وصل کے ہم اونسے تو بولے
کچھ خیر تو ہے جان کی اسوقت کہان ہو

کیا لطف ہے ہو شیفتہ و نیز دل و جان سے
اے دوستو جنکی نہ کمر ہو نہ دہان ہو

یہ خون شہیدان ہے لب یار پہ بیشک
ہم شرط لگاتے ہین اگر سرخئ پان ہو

بینا ہے اگر آنکھ نظر آئیگا اوسکو
سو پردہ مین ہر چند کہ وہ نور نہان ہو

چھپتا ہی چھپانیسے کہین عشق رخ یار
گو اوسکو چھپاے کوئی لیکن وہ عیان ہو

افسوس وہ بت رام رقیبون کا ہوا ہے
ناقوس کی مانند نہ کیون لب پہ فغان ہو

جب چشم سی اوس گل کے گری عوی بیجا ہے
پھر آنکھ مین نرگس کے نہ کیونکر یرقان ہو

کر سینہ کو تاکا ہی نظر سیدھی تو کر لو
لٹ تیر وہ سیدھا چلے جو مثل کمان ہو

کیا کیا تمھین ڈھونڈھا نہ ملے دیر و حرم مین
پھرتے رہتے ہو کس جا نہ یہان ہو نہ وہان ہو

تم دیکھنا بس ابرو و مژگان کا اشارہ
جب ہاتھ مین اوس شوخ کے شمشیر و کمان ہو

ہی فرقت جانان مین مجھے نزع کی حالت
جلد آؤ ذرا قابض ارواح کہان ہو

معشوقونکی خوبی ہی کہ ہون شہرۂ آفاق
عاشق وہی سچا ہے جو بے نام و نشان ہو

آجائے نظر جب کبھی وہ ابروے خمدار
شائق ہمین کیونکر نہ مہ نو کا گمان ہو

کام کیا حور و پری سے ترے دیوانہ کو
رشک فردوس سمجھتا ہی وہ ویرانہ کو

سانپ لہراتے ہین حسرت سے مری سینہ پر
دیکھتا ہون مین تری زلف مین جب شانہ کو

دل پھسا زلف چلیپا مین تری خوب ہوا
پابزنجیر سبھی کرتے ہین دیوانہ کو

تیوریان کیا ہی چڑہاتا ہی وہ برہم ہوکر
اوس سے کہتا ہی کوئی جب مرے افسانہ کو

تو وہ گل ہی کہ اگر باغ مین گذرے اکدم
بلبلین چھوڑ دین گلزار کے کاشانہ کو

تیری شمسہ کا ستارا ہی یہ خورشید فلک
ہمسری ذرے سے ہی تسبیح کے ہر دانہ کو

حلقۂ چشم پیالے ہین اور آنسو ہین شراب
لون نہ ساقی سے کبھی بادۂ و پیمانہ کو

چھیڑتا ہون مین تو کس ناز سے کہتا ہی وہ شوخ
آگ لگجائے بس ایسے ترے یارانہ کو

اتنی صحبت کبھی ہوئی اوسکی میسر ہمین
وصل جس طرح کہ ہو شمع سے پروانہ کو

وہان کا بیہوش سنبھلتا ہی نہین تا لب گور
کوچۂ یار سے نسبت نہین میخانہ کو

تنگ وحشت نے کیا شہر سے مجکو شائق

چلکے آباد کرون اب کسی ویرانہ کو

ردیف ہای ہوز

کیون نہ الفت ہو مجھے ابروی خمدار کے ساتھ
خون گرفتہ کا بجا ربط ہے تلوار کے ساتھ

غیر یون رہتے ہین اوس غیرت گلزار کے ساتھ
خار جسطرح ملا گل سے ہو گل خار کے ساتھ

ہوی تسکین دل زار تری وعدے سے کیا
بوے انکار چلی آتی ہے اقرار کے ساتھ

تب مسرت ہو ہمکو دلکو ای رشک قمر
وعدۂ وصل بھی ہو وعدۂ دیدار کے ساتھ

گل بنا دیکھنا اک روز کھلیگا ای جان
سیر گلشن جو کیا کرتے ہو اغیار کے ساتھ

میرے نزدیک یہ ثابت ہی نہین کر سکتا
ہمسری ظل ہما سایۂ دیوار کے ساتھ

یہ بھی ممکن ہی کہ جب اشک مرا جوش پہ آئے
سامنا ابر کرے دیدۂ خونبار کے ساتھ

مین تو سو جان سے قربان ہون تجھپر ای ماہ
دشمنی کیون ہے تجھے میرے دل زار کے ساتھ

دو قدم چلنے سے ہوتی ہے قیامت برپا
حشر رہتا ہے مگر آپکے رفتار کے ساتھ

ایکدو کا تو ہی کیا ذکر ہزارون لاکھون
پیدا ہوتے ہین مرض عشق کے آزار کے ساتھ

اوسکی قسمت مین خزان ہے جو ہی جوبن پہ بہار
گل کو کسطرح دون نسبت ترے رخسار کے ساتھ

گرد عشاق ترے رہتی ہین یون سیم بدن ۔ جیسے محتاج رہا کرتے ہین زردار کے ساتھ

رہے ہے سر سبز سخن انکا ہر اک محفل مین
انس جو رکھتی ہین شائق تری اشعار کے ساتھ

عارض ہے ترا مہر درخشان سے زیادہ ۔ کاکل ہے تری سنبل پیچان سے زیادہ

طوفان ہے مرے اشکونکا تری ہجر مین اے شوخ ۔ اوٹھیگا کہین نوح کے طوفان سے زیادہ

پھیلی ہے ترے رخ پہ جو یہ زلف سیہ فام ۔ کافر نظر آتے ہین مسلمان سے زیادہ

ہرچند کہ گھر گھر کے یہ برسیگا بہت ابر ۔ کیا ہوگا مرے دیدۂ گریان سے زیادہ

گلگشت چمن مین جو نہین وہ گل رعنا ۔ گلشن ہے مرے واسطے زندان سے زیادہ

پہلو مین جو اک غیرت بلقیس ہے شائق
شوکت ہے مری آج سلیمان سے زیادہ

دیکھا بوندیل کھنڈ کو ہے ایک بن سیاہ ۔ وہان کی زمین سیاہ ہے چرخ کہن سیاہ

عنصر وہان کی چارونکی چارون سیاہ ہین ۔ خاک و ہوا و آتش و آب و چمن سیاہ

بگلی کو اوس نواح مین لیجائے گر کوئی ۔ ہوجائے دم مین صورت زاغ و زغن سیاہ

کافور اوس جگہ کا کلونجی سے کم نہین
ہر چند وہان ہی صورت مشک ختن سیاہ

اوس ملک نابکار مین البتہ جا پھنسے
رکھتا ہو بخت جو کہ غریب الوطن سیاہ

اوّل تو اوس زمین مین ہی گل لالہ کیا اوگے
شاید کہین جو ہو تو چمن کا چمن سیاہ

جو پہول وہان زمین سی اوگا سو ہی اوگا
حتی کہ لالہ و گل سرخ و سمن سیاہ

جو لوگ اوس جگہ بضرورت مقیم ہین
کرتے ہین صبح و شام وہ رنج و محن سے آہ

ہی ساکنین خاص کا وہان کے یہ حال بد
مونہہ بھی سیاہ قلب سیہ ہی بدن سیاہ

انسان کا کسطرح سے ہی لگی ایسی جا پہ جی
شائق ہون جس جگہ کے سب مرد و زن سیاہ

ردیف یای تحتانی

پریشان خاطری اپنی کہانی جسکا جی چاہے
کچہ اپنا حال دل اوسکو سنائے جسکا جی چاہے

ستم او ظلم یہان سر اوٹھائے جسکا جی چاہے
نظر سے اوسکی اپنی کو گرائے جسکا جی چاہے

ہمین فرمات خدا ہی پہر وسا خبرو کیا ہین
صنم کو مہربان اپنا بنائے جسکا جی چاہے

سُنا ہی آج اوسکی گھر مین ہی اغیار کا مجمع
نہین جاینگے ہم تو وہان پہ جائے جسکا جی چاہے

نشانہ اپنی سینہ کو بنایا عشق مین ہمنے
ہدف پر تیر اپنا آزمائے جسکا جی چاہے

اگر چاہے کسی صورت میسر وصل دلبر ہو
تو لے اوسکے ہجر کی صدمے اوٹھائے جسکا جی چاہے

بہت اغیار کو دعوی ہے اوسکی مہربانی کا
ادھر آتے ہین وہ دیکھین بلائے جسکا جی چاہے

نہین پروا ہمین اہل زمانہ کی کجھائی کی
دل شائق کو نظرون سے گرائی جسکا جی چاہے

آہ وزاری تجھی بیدل کبھی ایسی تو نہ تھی
واقعی الفت کامل کبھی ایسی تو نہ تھی

بزم مین رات تری رہے اور پردہ نشین
بات کرنی ہمین مشکل کبھی ایسی تو نہ تھی

وجہ کھلتی نہین ہیجان طبیعت میری
جیسے اب تجھپہ ہی مائل کبھی ایسی تو نہ تھی

چاٹتا ہی دہن زخم مزے لی لیکر
تیغ میٹھے تری قاتل کبھی ایسی تو نہ تھی

مجمع غیرونکا نظر آتا ہی یہان حد سے زیاد
جیسے اب ہے تری محفل کبھی ایسی تو نہ تھی

سچ بتادے مجھے شائق کہ طبیعت تیری
نسج اشعار مین کاہل کبھی ایسی تو نہ تھی

سخت حیران ہون مین شائق کہ یہ کیا پیچ پڑا
تو ہوئی آگی مری مشکل کبھی ایسی تو نہ تھی

جب سے میری آہ میں تاثیر آدھی رہ گئی
تیری بھی الفت بت بے پیر آدھی رہ گئی

زاہد انکو نصیحت کی ہی تو نے اسلئے
میکشوں کی آنکھ میں توقیر آدھی رہ گئی

جوش وحشت نے جو پھیرا ہاتھ اپنا پیٹ پے
لگ کے میری پاؤں میں زنجیر آدھی رہ گئی

بچ چکے تھے آج ہم قتل اوسکے ہاتھ سے
میان سے کھینچکر شمشیر آدھی رہ گئی

زلف تیری تا کمر پہونچی نہ پھر آگی بڑھی
سورۂ واللیل کی تفسیر آدھی رہ گئی

آج راضی ہو گئی تھی آگیا دشمن وہان
وصل کی آدھی ہوئی تدبیر آدھی رہ گئی

خاک کوئی یار ہاتھ آئی تو اے شائق ہمیں
فضل حق سے عمر اپنی اکسیر آدھی رہ گئی

رات کو بولے سے جو وہ مہر گھر تک پہونچے
شکر حق ہے مہر کے نالے تو اثر تک پہونچے

مجھکو دعوی تھا کہ زلفین میری تو ہونگی دراز
تجھ نہ پہونچے تری گیسو جو کمر تک پہونچے

ہم نہ پہونچے سے ہی یار تری زلفوں میں
حضرت دل تو اوجھکر تری سر تک پہونچے

رحم کہا کر وہ اوسے چوم لی آنکھوں سے لگائے
دل غمناک جو اوس رشک قمر تک پہونچے

تو وہ مہر وکہ انجم ہین تری سامنے کیا
تیری چہرہ کے چمک کو نہ تک مہر پہونچے

خوشنما اور ہوا چہرہ وہ خط کے باعث
حسن قرآن ہی اگر زیر و زبر تک پہونچے

بال کیونکر کہوں اوس گل کی کمر کو وہ تو
اتنی باریک ہے جسکو نہ نظر تک پہونچے

میری غزل کا تو اک شور تھا عالم میں بپا
حیف صد حیف کہ تمکو نہ خبر تک پہونچے

نامہ شائق نے جو قاصد کو دیا وہ بولا
کسکی طاقت ہے جو اوس شوخ کی در تک پہونچے

کہنا زبان سے حالت دل کیا ضرور ہے
اللہ تو علیم بذات الصدور ہے

تمکو جو اپنے حسن پہ بیجا غرور ہے
بندہ بھی فضل حق سے نہایت غیور ہے

دنیا کی احتشام پہ جسکو غرور ہے
کچھ شک نہیں کہ عقل میں اوسکی فتور ہے

ہر چند غرق لجۂ عصیان ہیں مگر
غفار سے توقع عفو قصور ہے

کیا پوچھتے ہو حال دل زار ای حضور
سنگ جفا سے شیشۂ دل چور چور ہے

دنیا کی زندگی کو سمجھتا ہی ہیچ و پوچ
جسکو حصول رتبۂ کشف القبور ہے

ہر چیز میں وہ قدرت صانع ہی دیکھتا
جو شخص اہل ہوش ہی اور ذی شعور ہے

ہے آفتاب سے تو وجود جواہرات
اور ماہ سے حساب سنین و شہور ہے

ہے نور پاک کی یہ تجلی بغور دیکھ — شمس و قمر مین جلوہ نمایہ جو نور ہے

اللہ کا ہی مورد الطاف بے گمان ہے — عالم مین جو بشر کہ صبور و شکور ہے

صورت کو اوسکی دیکھہ کی بے مثل و بے نظیر — کہتے ہین اہل دید پری ہی کہ حور ہے

اللہ رے براقت داغ دل حزین ہے — یہ روشنی مین رشک دہ شمع طور ہے

پیتا ہون خون دل غم فرقت مین رات دن — مجکو یہی بجاے شراب طہور ہے

جب آنکھہ بند ہوگئی پہر کیا ہی غدغہ — اک دم مین طی ہی راہ عدم گرچہ دور ہے

مین حال کیا کہون شب تار فراق مین — نالہ ہر ایک ہمسر آواز صور ہے

ہر روز مین تو آتا ہون ملتی نہین ہین آپ — اصحاب صاف کہی یہ کسکا قصور ہے

کشتے تو قتل گاہ مین ہین سیکڑون مگر — دو چار زخمیون کا کہی ہونا ضرور ہے

وعدہ کیا ہی وصل کا اوس شوخ نی جو آج — خاطر کو انبساط ہی دلکو سرور ہے

سہو و خطا سی کیا کوئی محفوظ ہو سکے — وہ کون سا بشر ہے کہ جو بے قصور ہے

خوش بخت بے مثل اوسکی نہین دوسرا کوئی — جسپر کہ مہربانی و لطف حضور ہے

داخل ہوا جو امت خاص رسول مین — پہر کیا اوسے مخافت یوم النشور ہے

امید مغفرت کی نہ کیون عاصیونکو ہو
شائق خدا کی ذات رحیم و غفور ہے

شب کو ترسے جو وہ آ ہمین گہر لے گئے
پہر تو کیا کیا بدگمانی لوگ ہم پر لے گئے

سنکے شہرہ زلف کا تاتار و چین کے ہرن
کاکل پیچان سے تیری مشک و عنبر لیگئے

فصل بارش مین مری بہر سرشک چشم سے
بارہا ابر بہاری جہا گلین بہر لے گئے

کل چمن مین نونہال سرو قد کو دیکھکر
رشک کیا کیا دل مین شمشاد و صنوبر لیگئے

میکشون سے جلکے زاہد و رقیب رو سیاہ
آکے میخانہ مین وہ مینا و ساغر لیگئے

ہم نہ مانینگے کیا تمنے کوئی جادو ضرور
ورنہ تم دلکو مری پہلو سے کیونکر لیگئے

ظلم سے پیر فلک کے عشق مین اہل جنون
حسرتین کیا کیا جہانسے اپنی لیکر لیگئے

باتون باتون مین اوڑا لاے پہ خاطر مین وہ
نذر کی خاطر جو ہم دلسا کبوتر لیگئے

ہونگے کشتہ بیگنہ لاکھون ہی تو دیکھئے
آج تو پہر ہاتہ وہ بالاے خنجر لیگئے

قرض مجکو ایکدل دیدو کوئی بہر خدا
یہ بتان شوخ نقد دل چرا کر لیگئے

خیر عمل کچھ ساتہ جائیگا نہ شائق ہے یقین

لیکے مفلس کیا گئے اور کیا تونگر لیگئے

جو قسمت سے کبھی ہم کوچۂ دلدار مین آئے
نئے جلوے نظر ہمکو در و دیوار مین آئے

کہا کرتے تھے تم ہو نہ غیر کا اب ہم نہ دیکھینگے
یہ کیا باعث ہے پھر تم مجمع اغیار مین آئے

خفا کیون ہم سے ہوتے ہو خطا یہ دل کی ہے صاحب
جو یون ڈور ہوئے ہم آپکے دربار مین آئے

وہی فغان ہی نالہ وہی شور جنون ہوگا
ذرا طاقت تو اس لب بیمار مین آئے

چمن مین جب نہ ٹھیرا دل تو پھر ہم جوش وحشت سے
گریبان چاک کر کے دامن کہسار مین آئے

شب فرقت کی تنہائی مین ہمکو یہ تمنا تھی
کبھی تو خواب خفتہ دیدۂ بیدار مین آئے

کوئی کشتہ ہوا ابرو سے تیری اور کوئی زندہ
عجب جب پھر نظر ہمکو تری تلوار مین آئے

دل پژمردہ ہو بلبل کا باغ مین گل رو
کہ خطا اوسکے جو دو پیہم خط گلزار مین آئے

ہوا گاہک نہ کوئی بھی ہماری جنس الفت کا
عبث اے گلرخو ہم عشق کی بازار مین آئے

زلیخا سے ہزارون چاہنے والے ہین مصر لیکن
وہ کچھ یوسف نہین بکنے کو جو بازار مین آئے

کسیکی چشم میگون پر طبیعت آگئی شاید
وگرنہ شیخ جی کیون خانۂ خمار مین آئے

تماشا ہم دکھائینگے یہ میکش ایکدن ناصح
کہ تو دوڑا ہوا خود خانۂ خمار مین آئے

نہ میخانہ سی مطلب ہے نہ مے سی ہی غرض ہمکو ۔ پئی دیدار ساقی خانۂ خمار مین آئے
مئی الفت پلادے ساقئی مشفق نے جب بھر کر ۔ تو کیونکر نشا اوسکا نہ مجہ سرشار مین آئے
کبھی فرمایا غصہ سے ارے چل دور ہو ہٹ جا ۔ کبھی بوسہ یا لب کا بہت جو پیار مین آئے
خدا کیواسطے اے بت چھپا ہمسے نہ منھ ہرگز ۔ ترے در پر فقط ہم خواہش دیدار مین آئے

مری اشعار سنکر یہ کہا اوس شوخ نے ہنسکر
کہان ہے یہ ہنر شائق ترے اشعار مین آئے

راہ مین لپٹون کمر سی تیری ایجان تمہی ۔ آنکہول کر دل کا نکالون ہے ارمان توہی
منھ جو پھیرا ایک بوسہ کے لئے او نونہال ۔ چومون مین ہر دم مین سیب زنخدان توہی
دست وحشت نے کیا ہی چاک پیراہن مرا ۔ پہاڑ ڈالون دامن کوہ و بیابان توہی
جسطرح کاکل نے تیری مجکو ڈالا پیچ مین ۔ تو بہی الجھن سی دل کی ہو پریشان توہی
گرچہ مجکو باغ مین آتی نہین تیا وہ گل ۔ سینہ پر داغ کو کر لون گلستان توہی
گر کبھی جلوہ نما ہو بام پر بے نقاب شہ ۔ منھ چھپا لی ابر مین مہر درخشان توہی
رنگ لالہ کا تو کیا ہی لعل لب کے روبرو شہ ۔ خون ہوکے ہو خجل لعل بدخشان توہی

چھنگلی افشان بنی ماتھی پر یہ جھرمٹ نے کہا — فوق لیجائی ستاروں پہ یہ افشان تو سہی
میری رونے پہ تو ہنستا ہی بھلا اے سنگدل — گور پر کل آ کی میری تو ہو نالان تو سہی

گرچہ آپکے اف سے انکار ہی شائق مگر
ایکدن وہ آپ آگرہوئے مہمان تو سہی

خدا سے ہجر مین مینے دعا کی — دکھا صورت مجھی وس لربا کی
جدا ہونا تھا جو مرضی خدا کی — نہین ہمکو شکایت دلربا کی
ہمیشہ آپنے جور و جفا کی — ہوئی لیکن نہ ہم زنہار شاکی
کہا مشک ختن زلفونکو تیری — بھلا کہیے یہ مینے کیا خطا کی
یقین ہی قبر سے مردے نکل آئین — سُنین جسوقت آہٹ تیرے پا کی
تری لٹ سے بلا آتی پڑے گی — خبر لائی گی یہ تحت الثرا کی
خودی کو کبر کو جسنے کہ چھوڑا — خبر رکھتا ہی وہ راہ فنا کی
نہ پہونچا جب سے ہی گردش کو گردون — تو پھر کیا ہی حقیقت آسیا کی
سنا نا کچھ بھی اوسنے میرا کہنا — عبث اوس تندخو کی التجا کی

رہی جب تک عنایت اوسکی ہمپر — تو بگڑی بات بھی اپنی بنا کی
اوٹھایا ہاتھ جس نے بھی وفا سے — قسم کہتا ہون اپنی بیوفا کی
قدم چومی تھی تیری آکی اے گل — اسی سے سرخ ہی رنگت حنا کی
عرق سے رخ کی تیری اے گل اندام — چلی آتی ہی بو عطر حنا کی
نہ ملنا تھا تجھے گر ہمسے اے بت — قسم کیون کھائی تھی تونے خدا کی
ترے بیمار کو اے عیسئ وقت — کسی صورت نہین حاجت دوا کی
فقط دیدار ہی کافی ہے تیرا — یہی تدبیر ہے اوسکی شفا کی
سلا ہرگز نہ یہ چاک گریبان — اگرچہ سوزن عیسی سیا کی
اوڑا کر لائے بو اوس گلبدن کی — کہان جرأت ہی یہ باد صبا کی
دم فکر سخن اب لامکان تک — رسائی ہو گئی فکر رسا کی
خوشا طالع بروز حشر جسکو — ملے شائق شفاعت مصطفا کی

غزل اک اور بھی لکھ تا کہ شائق
صدا آجائے سب سے مرحبا کی

جو نوبت آئی وصل دلربا کی ــ ہمارے در پہ اک نوبت بجا کی ॥
اوسے عادت ہے گر جور و جفا کی ॥ ــ تو ہمکو بھی ہی خو صبر و وفا کی
بلا سے تلخ ہو گر اسکا انجام ــ ادا خوش آ گئی شیرین ادا کی ॥
نشان قاتل کی گھر کا ہی یہ قاصد ــ کہ رنگت سرخ ہی دولت سرا کی
نہ سمجھو تم انہین خاموش ہرگز ــ یہ بت بھی یاد کرتے ہین خدا کی
کمر باندھی ہی پھر اوسنے جفا پر ॥ ــ قضا ہی آج کل اہل وفا کی ॥
محبت مین ہماری تم تو پہلے ــ نہ سنتے تھے عزیز و اقربا کی
اب ایسے ہو گئی نے مہر صاحب ــ ذرا باتین کرو یاد ابتدا کے ॥
اوڑائی خاک میری ہے دردر ــ یہ بیرحمی سنو باد صبا کی
کیا ہی اوسکی زلفون کو پریشان ــ ہوئی ثابت یہ گستاخی صبا کی
رہون وحشت مین مین عریان ہمیشہ ــ جنون نے یہ مجھے پوشش عطا کی
لگا اوس شوخ کا تیر نگہ جب ــ تمنا نے وہین آغوش وا کی
سگ دلبر کو کیونکر یہ ملے گے ॥ ــ مری ہڈی ہما نے ہات تاکے ॥

مریضِ عشق نے پائی نہ صحت
طبیبون نے بہت اوسکی دوا کی

کیا مقتل مین قتل اوسنی مجھے جب
نہ بولا کوئی بھی تقصیر کیا کی

عجب ہی عشق کی سرکار دیکھو
کہ اک توقیر ہی شاہ و گدا کی ٭

رہو چلکر گلی مین اوسکی شائق
جگہہ وہ ہے نہایت ہی فضا کی

روحِ بلبل جان گلشن تو نظر آیا مجھے
ہر گلِ تر مین بہ رنگِ بو نظر آیا مجھے ٭

اوبتِ پردہ نشین جب تو نظر آیا مجھے
جلوۂ نورِ خدا ہر سو نظر آیا مجھے

قامتِ جانان پہ گردش چشم کی ہی طرفہ بات
سرو پر گویا دوان آہو نظر آیا مجھے

دامِ عشقِ قد مین اپنا یہ دلِ وحشی پھنسا
نخلِ طوبیٰ سے بندھا آہو نظر آیا مجھے

زیرِ ابرو خال تیرا اے صنم نامِ خدا
کعبہ مین گوشہ نشین ہندو نظر آیا مجھے

سامنے روے منور کے ترے اے سیمتن
ماہِ تابان رات کو جگنو نظر آیا مجھے

کٹ گئی جھٹ پٹ شبِ فرقت ہماری کیا سبب
رات کو کیا خنجرِ ابرو نظر آیا مجھے

اپنی خاطر مین سمایا ہی کوئی رشکِ مسیح
درد دل کا پھر وہی پہلو نظر آیا مجھے

ذکر تیرا ہی رہا دن بھر جو یان ورد زبان
رات کو بھی خواب مین بس تو نظر آیا مجھے

خشک میری آہ سے شاید ہوا دریائے اشک
جو نہ چشم تر مین اک آنسو نظر آیا مجھے

رات بھر خواب پریشان دیکھا بخت سیاہ
آج وقت شام پھر گیسو نظر آیا مجھے

چل دیا دل اپنی پہلو سے نکلکر دفعتاً
جب کبھی کوئی کہین خوشرو نظر آیا مجھے

مصلحت سمجھا مین شائق الجرم صبر سکوت
اپنی دل پر جب نہ کچھ قابو نظر آیا مجھے

جو آب و تاب گہر اشک چشم تر مین ہے
صفائی کب وہ بھلا دانۂ گہر مین ہے

دمک جو چھاتی پہ تیری ہے سرخ رنگت کی
کہان وہ معدن یاقوت کان زر مین ہے

اوٹھائے بار وہ اب تیری زلف مشکین کا
کہان یہ تاب میان تیری اس کمر مین ہے

نکل ہی آتا ہی طفل سرشک آنکھ بچا
یہ مانتا ہی نہین بند گو نظر مین ہے

وہ روز شام کو آتا ہی پھر پرسش حال
اثر یہ اتنا مرے گریۂ سحر مین ہے

کہان یہ رتبۂ سیماب جو مقابل ہو
وہ بیقراری مرے پارۂ جگر مین ہے

قطعہ

صدائے نالۂ دل شور اشک ریزی چشم
مرا جو اندنون مشہور بحر و بر مین ہے

تو سیراب مجھی شائق تری وخشکی کی
بغیر عزم سفر حاصل اپنی گھر مین ہے ہ

کہ مجھے شغل اشکباری ہے
اور کبھی مشق آہ وزاری ہے

دیکھیے کیا مآل ہو دل کا
بیقراری سی بیقراری ہے

سارے عالم سے ہی فراموشی
یاد لیکن فقط تمھاری ہے

زیست سے ہی مراد آسایش
خاک یہ زندگی ہماری ہے

ایک ہین دونون عاشق و معشوق
ظاہرا فرق اعتباری ہے

شب بیمار کی طرح یہ زلف
دوش نازک پہ بیسے بھاری ہے

ہی ہر اک دلکو تجہ پہ شیفتگی
ایسی کچہ وضع تیری پیاری ہے

دل تو پہلے سے ہی جاچکا شائق
جان کی اب تمھاری باری ہے

عارض پرنور سے برقع اوٹھایا چاہیے
ایکدن خورشید کو چکر مین لایا چاہیے

شب کو محفل مین اوسے لاکر بٹھایا چاہیے
شمع کو بھی فرط حسرت سے جلایا چاہیے

بزم مین پھر اک گل تازہ کھلایا چاہیے
یعنی اوس گلرو کو محفل مین بلایا چاہیے

کیا ہی لذت ہی میان تیغ نگاہ یار مین
زخم کوئی اور بھی اب دل پہ کھایا چاہیے

کھینچتی ہی وحشت اب دامن مرا صحرا کی سمت
دل ہی کہتا کوچہ جانان مین جایا چاہیے

دیکھہ اوس مسکین کو کہتے ہین یہی زاہد کہ اب
خرقۂ سالوس دریا مین ڈوبایا چاہیے

شغل تیری یاد کا رکھتے ہین جو شام و سحر
زلف و رخ اکبار انکو بھی دکھایا چاہیے

کچھ زمانہ سے نہین حاصل بجز رنج و الم
اہل دنیا سے طبیعت کو اوٹھایا چاہیے

تار تار اپنا گریبان ہی پریشانی سے اب
مجھہ یہ تار کا کل پیچان کا سیایا چاہیے

حال کچھ سینہ کا محرم ہے تو چھپ سکتا نہین
پھر عبث ہے کچھ جو محرم ہے چھپایا چاہیے

داغ دل گل کے عوض قسمت مین ہے اب تو
چادر مہ فرش کے بدلے بچھایا چاہیے

انتشار طبع کا قصہ سنا کر شائق اب
یہ غزل بھی اہل محفل کو سنایا چاہیے

نہین قلزم سے کم یارو یہ میرا دیدۂ تر ہے
کہ ہر قطرہ مرے اشک رواں کا رشک گوہر ہے

مرا رنگ زرد گو ان کی نگہ مین ...
نہین ہمرنگ اپنا پایا کوئی جز چرخ اخضر ہے

خیال زلف پیچان مین تری ہی یہ مری صورت
کہ ہر موئے بدن اپنا شبیہ نوک نشتر ہے

عطا ہی تاج شاہی خار کو بھی آبلہ سے اب
اگر گلشن مین گل ہی شاخ نخل گل کو افسر ہے

نہین حاجت مجھے اب نافۂ تاتار کی اصلا
دماغ اپنا تری بوئے گریبان سے معطر ہے

وہ چند اختر سے چھپے کیون نہ محرم کی نبت اوسکی
عیان برجون پہ جسکی سعد اصغر سعد اکبر ہے

کرون مین کیونکہ گلہ دینے سے تو قطع رشتۂ الفت
انہین کی اُنس سے اپنا خمیر گل مخمر ہے

غریق لجہ لطف و نزاکت کیون نہ ہو عالم
ترا چاہ ذقن تو چشمۂ خورشید خاور ہے

بدل کر قافیہ شائق غزل اب کوئی پڑہ
کہ مشتاق سخن تیرا یہان ہر اک سخنور ہے

اب اس کافرنی جو زلف چلیپا کو سنوارا ہے
بہ تسخیر دل عشاق کیا ہی پیچ مارا ہے

بین اوسکی گالیان میٹھی کہاتا ہون یہ با عشق
لب شیرین مین اوسکی لذت قند دوبارا ہے

سحر ادہر کو گر سوچے دلمین تو فی الواقع
مسافر کی نمط بس ایک شب کا گذارا ہے

نہین کرتا ہی سجدہ بات فرط حسن کے اپنے
زہے نام خدا مغرور وہ شوخ دل آرا ہے

نئی ہی طرز تحریر غزل شائق کچھ انروزون

طبیعت کو تری کیا فکر دنیا سے کنارا ہے

نالہ وآہ وفغان لب پہ مری جاری ہی | دم شماری ہی مجھے گریہ اور زاری ہی
حرکتین قاتل بیدرد کی ہین سب بالعکس | عوض مہر و وفا یاد دلآزاری ہی
دیکھکر نبض اطبا مری کہتے ہین کہ آہ | مرض الموت کی اس شخص کو بیماری ہی
اوڑتی پھرتی ہی یہ جھونکے سے ہوا کے ہر سمت | دیکھ کشتہ کی ترے نعش یہ کچھ بھاری ہی
پڑگئے چھاتی پہ گل سیکڑون جب سے مینے | دیکھی محرم کی کٹوریکی وہ گلکاری ہی

اہل غیرت کا یہ ہی قول ہی اسن شائق
قابل دید نہین حسن جو بازاری ہے

کل صبح خبر لائی تھی باد سحر ایسی | شاید نہ سنی ہوگی کسی نے خبر ایسی
ہی اوسکی کمر سایۂ تار نظر ہم | گذری نہ کبھی دھیان مین اپنے کمر ایسی
بیشک ہی یقین وصل بھی ہوگا میسر | یاور ہے تقدیر یہ اپنی اگر ایسی
ہو جائیگی دیدار سے جانانکی ہمین یاس | فرقت مین اگر اپنی رہی چشم تر ایسی
شق ہوتا ہی اس رونے سے تیرے جگر و دل | ای شمع سر شام تو رویا نکر ایسی

نظارہ سے تیرے گل گلزار ہین شاکی | نرگس کے طرف تو نہ کیا کر نظر ایسی

کیا بھول گیا لگے ستم شائق نادان
پھر کرتا ہی تقریر جو توبیخطر ایسی

چھپی تو نکہت گل تیرے پیرہن مین رہے | نسیم صبح اوسے ڈھونڈتی چمن مین رہے
کھلا جو پیچ ترے زلف عنبرین کا سحر | نہ یاسمن مین رہے بو نہ نسترن مین رہے
سُنا جو نالۂ موزون مرا گلستان مین | نہ تاب نالہ کی پھر بلبل چمن مین رہے
رہا نہ شیرین کا کبر و غرور حسن و جمال | فقط حکایت فرہاد مرد و زن مین رہے
فغان کہ حسرت دیدار مین ہے مرا اے شوخ | ہمارے نعش تڑپتی ہوئی کفن مین رہے
فروغ حسن ہے اوسکے نہ مین ہی رات تھا محو | خموش شمع بھی تا صبح انجمن مین رہے
ہزار مرتبہ کاکل کو تو نے سلجھایا | یہ جان اولجھی مگر زلف پر شکن مین رہے
چھٹی جو زلف سی کاکل مین ہے یہ جا اولجھی | مسافرت ہمین قسمت وطن مین رہے

یہ انتشار کا باعث ہے شائق محزون
فصاحت اب جو نہین ہی ترے سخن مین رہے

جبکہ اغیار کا مجمع ترے در پر ہووے
آفتِ تازہ نہ کیون پھر مرے سر پر ہووے

لب و دندان سے ترے گر دیکھ لے کوئی تو اوسے
عمر بھر پھر نہ نظر لعل و گہر پر ہووے

یہ تمنا ہی شبِ وصل مین ایکبار کہین
ہاتھ اپنا بھی تری زلف و کمر پر ہووے

اسمین کچھ شک نہین رزاق سی غفلت ہے اوسے
تکیہ جس شخص کو گر فضل و ہنر پر ہووے

کیون نہ نکلے دمِ رخصت یہ مری جان تن سے
دوستو جب کہ وہ آمادہ سفر پر ہووے

بل نے نخوت کا اوسے مار کے ٹھوکر جانا
منتظر جو کہ پڑا راہ گذر پر ہووے

کھینچ لاتی ہو اوسے آہِ سحر ای شائق
فخر پھر کیون نہ مجھے اسکے اثر پر ہووے

شرمندہ تیرے رخ سے رخِ آفتاب ہے
اور چاند کلموہی کا یہان کیا حساب ہے

نے صبر ہی نہ چین ہی نے دل کو تاب ہے
کیا جانے کس بلا کا مجھے اضطراب ہے

عارض پہ تیرے کاکلِ پر پیچ و تاب ہے
ابرِ سیہ مین یا کہ چھپا آفتاب ہے

مینے کہا کہ مرتا ہون کیا حکم ہی مجھے
فرمایا ہنس کے یہ سخن لاجواب ہے

فرقت مین تیرے مجھکو اب ای غیرتِ قمر
ظلمات سے بھی تیرہ شبِ ماہتاب ہے

قطعہ

ہون عشق مین وہ مرشدِ کامل کی بعد مرگ
فرہاد و قیس کو ہوس اکتساب ہے

کیا پوچھتے ہو نسل رقیب سیاہ رو
سفیان بن حرب سے اوسے انتساب ہے

مشہور سب مین کرتا ہی بہمن کو اپنا جد
کہتا ہی نام باپ کا افراسیاب ہے

با این ہمہ تشخص و با این دلاورے
کتون سے بھی ذلیل وہ خانہ خراب ہے

شائق شکایتِ فلکِ پیر سے حصول
کوئی کبھی اسکے ہاتھون یہان کامیاب ہے

شاید درِ قبول ہے وا آسمان پر
شائق دعا جو تیری ہر اک مستجاب ہے

بسان شمع ہمین اشک ہی بہانا ہے
نصیب اپنی یہ مقسوم آب و دانہ ہے

اوٹھاؤن سر کو ترے در سے یہ نہین ممکن
یہ سر ہی اور ترا سنگِ آستانہ ہے

نگاہ برق صفت کیجئے نہ بسم اللہ
ہمارا خرمن ہستی اگر جلانا ہے

ہمین یہ فرش زمین فرش مخملی سی ہی نرم
اور اپنا چادر مہتاب شامیانہ ہے

ہمارا نالۂ موزون کمال رقت سے
اب عندلیب چمن کے لئے ترانہ ہے

فقط شکایتِ اغیار کچھ نہین مجھکو
ہمارا دشمن جان دوست و زمانہ ہے

جفاے دہر سے پائی ہے اوسنے یار نجات
جہان سے جو سوے ملک عدم روانہ ہے

نہین ہے آنا جو منظور صاف کہدے مجھے
یہ درد سر کا بہلا کس لئے بہانہ ہے

چھوا نہ خوف سے مینے سبحہ کے سانپ کا ہین
یہ تیری زلف مین اولجھا ہوا جو شانہ ہے

بجاے نامۂ اعمال ہمکو اے شائق
بروز حشر یہ داغ جگر دکھانا ہے

بیتاب رعد ہے دل نالان کے سامنے
دریا ہے آب دیدۂ گریان کے سامنے

ہین لعل لخت سنگ و گہر قطرہاے آب
اے میری جان تیرے لب و دندان کے سامنے

اپنے قیاس مین تو سراسر فضول ہے
مذکور خلد کوچۂ جانان کے سامنے

گلبرگ تر کا نام لے کسکی ہے یہ مجال
لبہاے رشک لعل بدخشان کے سامنے

خاطر جو جمع ہو تو کہین لا محالہ ہم
کچھ حال زار زلف پریشان کے سامنے

وحشت جنون نہین اور تو ہمدم ہے میرا کون
روتا ہون جا کے نخل مغیلان کے سامنے

ملبوس قیس خلعت شاہانہ ہوگیا
یارو ہمارے چاک گریبان کے سامنے

قطعہ
قانع ہین فرش خاک پہ جاتے نہین کبھی
آغا کے سامنی نہ کسی خان کے سامنے

اور سر جھکاتے ہین تو جھکاتے ہین ہمنشین | قاتل کے اپنے خنجر بُرّان کے سامنے
اللہ رے شان ظلّ حمایت رہا کیا | عنقا ذلیل ہو سلیمان کے سامنے
جہالر تڑپ رہی ہے بہنگام رقص یا | لوٹے ہی برق گوشۂ داماں کے سامنے
للّٰہ ہمدمو نہ کرو ذکر سیر باغ | اب شائق حزین پریشان کے سامنے

حاسد تیرا ذلیل ہے شائق کہ جسطرح
قالین کا شیر نیستان کے سامنے

کیا کہون ہمدم جو مجکو بیقراری رات تھی | پار سقفِ آسمان کے آہ و زاری رات تھی
آج دن بہر سانپ سا لوٹا کیا دل پر مرے | یاد جب آئی کہ زلف اوسکی سنواری رات تھے
یون تو روتے ہین سبھی ہر دم مگر رو ہین بہت | پر نئی صورت سے میری اشکباری رات تھے
چشم کے روزن سے خون دل چلا آتا تھا او | انتظار یار مین اختر شماری رات تھے
کیون نہ برقِ رشک سے جلجائین معشوقان دہر | تو نے جس آہ رسا سے بجلی اوتاری رات تھے

قطعہ

ایکدن وہ تھے کہ دن تھا عید فرطِ عیش سے | بلکہ روشن رہ سے یارو ہماری رات تھے
اب وہ ہین ہمکو کچھ اپنے نہین مطلق خبر | دن کٹا کس طرح کس صورت گذاری رات تھے

یہ بندھا مجکو تصور شام سے لے تا سحر
سامنے تصویر آنکھوں کی تمھارے رات تھے

کیا شب فرقت کے طولانی کہوں اللہ رے
ہمنشین روز قیامت سے بھی بھاری رات تھے

ہمتو شائق رات بھر تڑپا کئے بستر پہ ہاے
اور اوسکو نیند وہان غفلت سے ساری رات تھے

سوچتے مضمون اچھی کسطرح شائق تجھے
فکر عالی سے طبیعت تیری عاری رات تھے

وہان سرمے کے آنکھوں میں سے تحریر پھرتی ہے
دل عشاق پر گویا یہان شمشیر پھرتی ہے

وہ صورت آفت جان جیسے آئی ہے نظر مجکو
وہی آنکھوں میں میری اب تلک تصویر پھرتی ہے

ادہر تدبیر سب کرتے ہیں میرے جوش سودا کی
اودہر تقدیر ہاتھوں میں لئے زنجیر پھرتی ہے

جھٹک دامن نہ یون قاتل خدا کا خوف کر یعنے
یہ تیری عاشقوں کی خاک دامنگیر پھرتی ہے

سخن کب ہے یہ محتاج گذارش فرد شہرت سے
کہ پھرتا ہے زمانہ جسگھڑی تقدیر پھرتی ہے

جنوں میں صفحہ صحرا میں طے کرتا ہوں یوں جیسے
زبان خامہ کاغذ پر دم تحریر پھرتی ہے

یہ سارے گل جو ہیں بیچ چمن اوس باغ کے گلگلے ہیں
صبا گلشن میں یہ کرتی ہوئی تقریر پھرتی ہے

یہ زنجیر طلائی کا ہے عالم اوسکے سینہ پر
کہ جیسے تختہ بلور پر تحریر پھرتی ہے

تماشا ہی کہ بعد از زخم بھی شوق تماشا سے
سوئے قاتل ہے ہردم گردن نخچیر پھرتی ہی

رہا کرتا ہون مین بیتاب اور وہ بیخبر شاید
یہ اولٹی ہم پہ دیکھو آہ کی تاثیر پھرتی ہی

مین اپنی بخت خوابیدہ کے بس گردش سمجھتا ہون
تری جب آنکھ ہمسے او بت بے پیر پھرتی ہی

امید زندگی ہی سب طرف سے منقطع شائق
اجل آنی مین کیون کرتی ہوئی تاخیر پھرتی ہی

ایک عالم ہو گیا آشفتہ چشم یار سے
ہین بچے گبر و مسلمان سبحہ و زنار سے

دل پھنسا ہی اندنون ایسے بت عیار سے
جسکو فرصت ہے نہین سرگوشی اغیار سے

تو نظر آتا زلیخا کو تو یوسف کو ضرور
پھیر لاتا کاروانے مصر کی بازار سے

ہنستے ہی رہتے ہین دنیا مین جو خونخوار ہین
مجکو یہ ثابت ہوا بس خندۂ سوفار سے

دلمین حسرت رہی دھبا نہ بعد از قتل بھی
دامن قاتل ہمارے زخم دامن دار سے

رعب سے جانان کے مین تشبیہ دے سکتا نہین
سایۂ بال ہما کو سایۂ دیوار سے

گلشن دنیا مین پائے رنج سے کسنے نجات
گل کی دل مین بھی خلش رہتی ہی نوک خار سے

جب سے مژگان صنم کا زخم پہونچا ہی مجھے
اب تو ڈرجاتا ہون مین خار سر دیوار سے

زخم کے لگتے ہی قاتل مجھپہ ظاہر ہو گئے
چشمۂ حیوان کی خاصیت تری تلوار سے

شمع ساں ہر چند جلتا ہوں تپ فرقت سے میں
دخل کیا نکلے سخن میرے لب اظہار سے

کم نہیں ہوتا تصور جب سے آیا ہے ترا
سلسلہ اشکوں کا میرے دیدۂ خونبار سے

اوس صنم نے رند مشرب کر دیا سارا جہان
چھٹ گیا دیر و حرم ہر کافر و دیندار سے

اس غزل کو میری سنکر آج فرمانے لگے
اب مزہ اوٹھنے لگا شائق ترے اشعار سے

انتظار آہ مجھے آٹھ پہر کسکا ہے
اور مرے مد نظر نور نظر کسکا ہے

کس پہ پیرو نے کیا آہ مجھے دیوانہ
دل مین کھٹکا یہ مرے شام و سحر کسکا ہے

اوسکے دربان سے ہوئی رسم محبت ہمکو
کوچہ یار مین اب خوف و خطر کسکا ہے

جی کو بھی چین کبھی دیتا ہی پل بھی تا سحر
جانی نالۂ پرشور و شرر کسکا ہے

مین کروں بے ادبی تجسے عیاذاً باللہ
شوق سے آئی یہاں آنے مین ڈر کسکا ہے

ہمنشین پھر خدا جلد بتاوے مجھکو
دل تڑپتا ہی یہ سامان سفر کسکا ہے

مینے شائق جو کہا اب نہ ملونگا تجسے ×

بولے فرمایئے یہ آئینہ ضمیر کسکا ہے ×

حال دل کیونکر کہون نہین اوس بت خود کام سے | اتنا وسکو عار آتی ہی ہمارے نام سے
صبح کی تشبیہ لازم ہی رخ گلفام سے | زلف کی نسبت بجا ہی تیرگی شام سے
رشک سے اوسکی جگر مین سیکڑون سوراخ ہون | تیری آنکھونکی اگر تشبیہ دون بادام سے
آئین ہی نو تنک اوسمین فروغ آفتاب | ہمسری انجم کرین کیونکر ترے بو تام سے
صاف وعدہ کیجئے لیت و لعل ہی کیا ضرور | ہی مجھے نفرت نہایت رمز اور ابہام سے
کاسۂ سر بعد مرن جام جم ہو جائیگا | زندگی مین ربط رکھا ہی جو ہمنے جام سے
زلف و رخ کے یاد مین کٹتی ہی اپنی زندگی | کچھ خبر ہمکو نہین رہتی ہی صبح و شام سے
وصل اوسکا چاہتا ہی بیٹھکر شام و سحر | باز آتا ہی نہین یہ دل خیال خام سے
چین سے رہنے نہین دیتا یہ مجکو اک جگہ | تنگ آیا ہون مین از بس گردش ایام سے
راہ پر بیٹھا ہوا تکتا ہون مین قاصد کی راہ | جان آجاتی ہی مجھ مین یار کے پیغام سے

فکر آغاز محبت مین عبث ہے رات دن
کسکو ہوتی ہی خبر شائق بھلا انجام سے

دیکھو تو جلوہ رخ جانان نئے نئے
بل کھا رہی ہی زلف پریشان نئے نئے

آہ و فغان و گریہ و سوز جگر طپش
راحت کے جمع ہین مرے سامان نئے نئے

پایا نہ ایک وضع پہ فرد بشر کوئی
آئے نظر جہان مین انسان نئے نئے

یہان نجد و بیستون کا بھلا کیا شمار ہی
لاکھون ہی دیکھے کوہ و بیابان نئے نئے

کس سے کہون جو رنج گذرتے ہین رات بھر
فرقت مین میری آئے مہ تابان نئے نئے

ہوتے ہین ہر دم سے فزون سوز ہجر مین
سینہ پہ میرے داغ نمایان نئے نئے

فرط حسد سے خوب ہی ہمکو دیا کیا
رنج و الم یہ گنبد گردان نئے نئے

ناصح تجھے دکھائینگے گر دم مین دم رہا
جوش جنون مین چاک گریبان نئے نئے

رہتا ہی رات دن یہی کھٹکا کہ خیر ہو
پیدا ہوئے ہین آپکے خواہان نئے نئے

شائق غزل سنا کے ذرا داد انسے لے
ہین جمع بزم مین جو سخندان نئے نئے

کیمیا کی مجکو خواہش ہے نہ ہے اکسیر کی
چاہتا ہون خاک پا اپنے بت بے پیر کی

گھر پہ میرے کھینچ ہی لائے اوسے دو دن کے بعد
شاد باش اے آہ تونے خوب ہی تاثیر کی

ایک ہمسایہ تو کیا سارا جہان بیچین ہی
دہوم عالم مین ہی تیرے نالہ شبگیر کی

تجہ وونسے راست بازونکو نہین ہوتا ہی تپش
دیر تک صحبت نہین ہوتی کمان و تیر کی

دشمنون سے صاف باطن اور پاتے ہین فروغ
دشمنی کچہ شمع سے چلتی نہین گلگیر کی

صورت تصویر ہین جاتی ہین اسکو دیکہکر ×
خاصیت دیکہے یہ ہمنے یار کی تصویر کی

زلف جانانکا مقید ہو نہین ہل سکتا نہیں
کچہ نہین حاجت ہے شائق پاؤن کو زنجیر کی ×

ممکن ہی کہ جائے کوئی شمشیر کے آگے
پر جا نہ سکے اوس بت بیپیر کے آگے

طول شب ہجرانکا بیان کوئی تو کردے
اک بار ذرا زلف گرہ گیر کے آگے

اس عہد مین موسیٰ ید بیضا نہ دکھائے
زنہار ترے ہاتہ کی تنویر کے آگے

نقاش ازل نے تری صورت وہ بنائی
حیران ہی مانی تری تصویر کے آگے

اے چرخ کہی دیتا ہون گر خیر تو چاہے
آتا نہ کبہی نالۂ شبگیر کے آگے

پامال ہی آوارہ مزا میر سراسر
وحشت مین مرے پاؤن کی زنجیر کے آگے

مین ہون وہ گنہگار کہ رکہتی نہین رتبہ
اورونکی خوشامد مری تقصیر کے آگے

اغیار کی یہ قدر ہی آگے مرے دیکھو | جو مرتبۂ خاک ہی اکسیر کے آگے

سب سحر و فسون نقش و عمل ہوگئے بیکار
شائق کی فقط آہ کی تاثیر کے آگے

کہان ہی قیس جو آکر مرا شور جنون دیکھے
وہ میرے اشک مین کیفیت دریا و جیحون دیکھے

اثر کرتا نہین ہی نقش زر کوئی عمل اوسپر
سراسر بے اثر نقش و عمل سحر و فسون دیکھے

یقین ہی خشک ہو جائے مرے دلکی حرارت سے
اگر شاخ چنار سینۂ پر سوز درون دیکھے

کرین کیا خواہش تاج سکندر دہر فانی مین
کہ ہمنے خاک مین ملتی ہوئی چتر و قشون دیکھے

کہان ہی قیس جو دیکھے وہ آکر تجھکا عالم
کہان ہی کوہکن جو آکے بیستون دیکھے

نہین طاقت ہمین اس سے زیادہ غم کے کہانیکی
ترے جور و جفا ای بیوفا حد سے فزون دیکھے

کسیکو کر دیا اعلی کسیکو کر دیا ادنے
یہی اطوار تیرے ہمنے اے گردون دون دیکھے

ہمین ساقی وکہاتا کیا ہی اولٹا جام صہبا کو
کہ ہمنے کاسۂ سر تاشاہان واژگون دیکھے

یہ ممکن ہی کہ میرے حال پر آئے نہ رحم اسکو
اگر وہ اپنے غم مین مجکو ایسا سرنگون دیکھے

مصائب عشق کو یہان لازم و ملزوم ہین شائق

جو دیکھے ہمنی عاشق آہ باحال زبون دیکھے

داغہای عشق سی سینہ مرا گلزار ہے ✽ واقعی یہ داغ دل ہمدم گل بیخار ہے

عشق مین اوس بت کی مین ایسا ہوا ہون ناتوان ✽ جو بدن پر میرے رگ ہی رشتۂ زنار ہے

بلبل در عشق کو وہ غم لیا سر پر اوٹھا ✽ گرچہ لاغر کاہ سے میرا یہ جسم زار ہے

انتظار جلوۂ دیدار مین ہر خستہ جان ✽ کوئی در کے سامنی کوئی پس دیوار ہے

ہی تجھے اہل ہوس سے بیوفا اقرار وصل ✽ اور اپنی عاشق شیدا سے صاف انکار ہے

ہی ترا چاہ ذقن یا چشمۂ آب حیات ✽ خضر کا چشمہ سراسر اندنون بیکار ہے

عالم مستی مین بھی کرتا ہون بوسہ کا سوال ✽ میکدہ مین کون مجھسا بادہ کش ہشیار ہے

ہمکو عریانی فقط کافی ہی زاہد زیب تن ✽ رند کو کب احتیاج جبہ و دستار ہے

دیکھئے ہوتا ہی خون کسکا تیغ ناز سے ✽ آج پہنی یار نے پوشاک پھر گلنار ہے

ہو نوائی چنگ و بربط اہل دولت کی نصیب ✽ یہان صدای سوز دل آواز موسیقار ہے

استقدر غفلت تجھے شائق کبھی لازم نہین ✽

دیکھ نیرنگ جہان گردیدۂ بیدار ہے ✽

خیالِ یار مین آتا نہین قرار مجھے
ہزار طرح کا رہتا ہی انتشار مجھے

پلک جھپکتی نہین میری ٹکٹکی سی کبھی
الٰہی کسکا یہ رہتا ہی انتظار مجھے

ملال وادی وحشت مین دل لگا میرا
بہ شکل گل نظر آیا ہر ایک خار مجھے

ملی ہی سوز دروں سی یہ روشنی مجھکو
ہوا ہی شمع ہر اک پیرہن کا تار مجھے

بہار گل ابھی ہوئی مری گلی کی ہار
گلی کا اپنی اگر بھیجدی وہ ہار مجھے

ہمیشہ کوچۂ جانان مین جان کا ڈر ہی
عدم کی راہ نہو جاوی کوئی یار مجھے

عوض مین بوسہ کے ہر وقت گالیان دیتا
غرض یہ آپکا بھاتا نہین شعار مجھے

جہان کے باغ مین ہمدم مین ہون وہ رنگین طبع
دکھا ہی ہمین دے موسمِ بہار مجھے

نہ بھلی دل مرا گل سی نہ شور بلبل سی
سنائے نالہ وہ اپنا اگر ہزار مجھے

مین اپنی دل سی تو جبر تیان اوٹھا دیتا
دیا خدا نے نہ اتنا بھی اختیار مجھے

ہوئی ہی مجکو کدورت سے اسقدر نفرت
کہ خوش کبھی نہین آتا خط غبار مجھے

دعا ہی شائق عاصی کی حضرت حق سی
نہوے بعد فنا قبر کا فشار مجھے

تجکو ہم اپنا اوبت پر فن بنائینگے
سارے جہانکو جان کا دشمن بنائینگے

زخمی تری نگاہ کی ہین از پئے رفو
تار نگہ کو رشتۂ سوزن بنائینگے

دنیا کو بے ثبات سمجھتے ہین اسقدر
گھر بیت عنکبوت سے اوس مین بنائینگے

لعل یمن بنائینگی دانتون کو پان سے
مسّی لگا کی ہونٹھونکو سوسن بنائینگے

طوبی کی شاخ لائینگی مسواک کے لئے
دُرّ ہی شاہوار کا منجن بنائینگے

ہم اکتساب کرکے تری نور کا صنم
سینہ کو اپنی وادئ ایمن بنائینگے

سیّارونکو بنائینگی آویزہ گوش کا
ثابت کو تیری بازو کا جوشن بنائینگے

گر لیگئی چمن مین صبا تیری خاک پا
پھول اوسکا اپنی واسطے اُبٹن بنائینگے

گر آستین جنون مین نہین اشک کے لئے
برگ شجر کو دشت مین دامن بنائینگے

مرنیکے بعد بھی نہین چھوڑینگے کوی یار
اپنا اوسی کے کوچہ مین مدفن بنائینگے

شائق جو اپنی آنکھونمین اوس گل نی کی جگہ
پلکون کی اوسکی واسطی چلمن بنائینگی ۂ

لیل و نہار سے یہ غرض ہی آکہ کی ۂ
یعنے کرد تمیز سفید و سیاہ کی

نا پایدار ہوتا ہی اسباب مستعار
چھنتی ہی شب سے صبح ردا نور ماہ کی

کس طرح طی کرینگی خدایا پل صراط
گٹھری ہمارے سر پہ ہی بار گناہ کی

اسلام کا ہماری تشہد گواہ ہے
دعوی پہ اپنی کچھ نہین حاجت گواہ کی

ہی زہد کا یہ مرتبہ اونے کہ نے خبر
دلمین تری رہی نہ طمع مال وجاہ کی

ہے یہان یہ امتیاز فقیر و امیر کا
وہان ہی حقیقت ایک گدا اور شاہ کی

راہ طلب مین منزل علم الیقین کو دیکھ
دامن سی اپنی جھاڑ دے گرد اشتباہ کی

ہم عاصیون کو روز جزا کون پوچھتا
ہوتی اگر نہ ذات رسالت پناہ کی

شائق ذرا تو دیدۂ عبرت کو اپنی کھول
خلقت بغور دیکھ یہان کوہ وکاہ کی

یاد مین ایزد برحق کی جو انسان نہ رہے
اوسکی غفلت کا کسی طرح سے پایان نہ رہے

غافل از یاد خدا جو کوئی انسان نہ رہے
وہ کبھی پیش خردمند پشیمان نہ رہے

ایسا آشفتہ ہمارا دل حیران نہ رہے
آپ کی کاکل مشکین جو پریشان نہ رہے

خاک ہو جائے اگر جان تو نہین غم ہے مگر
گرد آلود معاصی مرا دامان نہ رہے

زادِ عقبیٰ جو میسر ہو تو پھر سب کچھ ہی
نہ رہے عالمِ فانی کا جو سامان نہ رہے

گر فنا آپ کو اوس مہرِ منور کے حضور
صبح ساں کچھ اثرِ چاکِ گریبان نہ رہے

جبکہ ہو جائے عدم فکر مین ہستی تیری
کچھ وجودِ سببِ عالمِ امکان نہ رہے

حل ہوں سب عقدۂ رازِ دلِ پُرشور و شر
گر خیالِ گرہِ کاکلِ پیچان نہ رہے

ہی وہی معرکۂ عشق مین ممتاز جسے
درد کا ذوق ہو اور طالبِ درمان نہ رہے

دہنِ یار جو ہو جائے عموماً محسوس
کبھی ظلمت مین نہان چشمۂ حیوان نہ رہے

بے خبر کہتے ہین بس وحدتِ مطلق اسکو
کہ جسے کچھ ہوسِ وصلتِ جانان نہ رہے

دولتِ عالمِ فانی ہی بس اک نقش بر آب
کون دنیا مین رہیگا جو سلیمان نہ رہے

ہو گئی طبع بہیمی کی سراسر خوگر
حیف دنیا مین یہی نام بھی انسان نہ رہے

قصد ہی اوس بتِ کافر کا عیاذاً باللہ
نام کو دہر مین اب ایک مسلمان نہ رہے

دور ہو جائے جو آنکھوں سے تعلق کا حجاب
امتیازِ عملِ زاہد و رہبان نہ رہے

گر زبان ضبط کری لینے نہ ممکن ہو ضبط
رازِ عاشق کسی عنوان پہ پنہان نہ رہے

ساقیا دورِ قدح کا نہ تسلسل ٹوٹے
کبھی گردش سی یہ خورشیدِ درخشان نہ رہے

وصلتِ یارِ حسیبان آہ میسر شُد دم — طرفہ حالت نہ رہے تو بسوے آن نہ رہے

دیکھ پائی جو ترے عارضِ رنگین کی بہار — چشمِ بلبل میں ذرا قدرِ گلستان نہ رہے

جوشِ سودا میں رہے دشت نوردی جب تک — آبلے پاؤن کے بے خارِ مغیلان نہ رہے

وصلِ معشوقِ حقیقی کا ہوا جسکے نصیب — جو کوئی دہر میں با حسرتِ حرمان نہ رہے

گردشِ طالعِ عشاق اگر ہو موقوف — گردشِ لازمیِ گنبدِ گردان نہ رہے

اب تصور جو ہوا دل سے تو نکلا زائل — اشک خونین نہ سہی دیدۂ گریان نہ رہے

ہتکڑی طوق گلو پاؤن میں زنجیرِ گران — جوشِ وحشت میں بھی ہم بے سر و سامان نہ رہے

سلطنت کیونکہ ملی مصر کی جب تک کوئی — چاہ میں بند ہوا اور قیدیِ زندان نہ رہے

مجکو محفل میں جو دیکھا تو کیا حکم کہ اب — جو شناسا ہو سے ہے اور کوئی یان نہ رہے

سب کی تعریف کیا چاہیئے اب تعمیا ہے — کوئی احسنت سے محروم غزلخوان نہ رہے

کیا کرین فکرِ سخن اب کہ مری بندہ نواز — قدردان اُٹھ گئے افسوس سخندان نہ رہے

مرگ کے بعد وہ کیا خندہ زنان ہو شائق — جیتی جی جسکو غمِ شاہِ شہیدان نہ رہے

قمر کو کیا ترے رخ سے مثال اے دلربا دینگے
غضب ہے ایسے روئے صاف کو دہبا لگا دینگے

تجلی طور کی اہل بصیرت کو دکھا دینگے
وہ جب رخسار سے اپنی کبھی برقع اوٹھا دینگے

ریاضت سے ہمارا جسم خاکستر کیصورت ہے
اسی سے اپنی ہم آئینہ دل کو جلا دینگے

چڑہا دینگے رقیبونکو بشکل زلف وہ سر پہ
ہمین تو شک کیصورت وہ نظرونسے گرا دینگے

زبان سے کیا کہین وہ وقت آنے دو پھر صاحب
وفاداری ہم اپنی اوسگھڑی تمکو دکھا دینگے

سیہ دل جو ہین انکو روشنی تب ہوگئی حاصل
بسان شمع سرتاپا وہ اپنے کو جلا دینگے

گذر ہوئیگا اپنا بزم جانان مین تب اے ہمدم
رقیبونکو اگر محفل سے اپنی وہ اوٹھا دینگے

نہین یہ جور لازم اے فلک تجکو بہر ہون یہ
یہ اپنی آہ سوزان سے تجھے اکدن جلا دینگے

رگڑ کر اپنے سنگ آستان سے اپنی ماتھے کو
خط بدطالعی ہم اک قلم اے دل مٹا دینگے

ستم کرنا نہین آتا تجھے پیر فلک ہرگز ہے
طریقہ ظلم کا اوس طفل کی تجکو سکھا دینگے

یہی گر جوش گریہ ہے تو اکدن کاہ کی صورت
فلک کو اشک کے دریا مین سن لینا بہا دینگے

ابھی وہ طفل نادان ہے بہت ڈرتے ہیں میری جانب سے
رقیبان سیہ رو جاکے کچھ اوسکو پڑھا دینگے

نہین عمر خضر دیکا نفس کے اغوا سے کچہ ہمکو
جو رہبر ہین ہمارے راہ سیدھی پر لگا دینگے

بجاے آب حیوان اوسکو ہم سمجھینگے جو دیوے
پیالہ وہ اگر زہر ہلاہل کا پلا دینگے

ہمارے خانۂ ویران مین جب تشریف لاوُگے
تمہاری راہ مین ہم اپنی آنکھونکو بچھا دینگے

اونہین کا نام رہجائیگا دنیا مین یقین سمجھو
جو اپنا نام یکسر لوح ہستی سے مٹا دینگے

صفائی سے بدن کی فائدہ کیا غور کر غافل
جب اک دن جسم کو سب لوگ مٹی مین ملا دینگے

عبث ہے اپنا حال زار کہنا اوس پریرو سے
بنا کر مجکو دیوانہ وہ باتون مین اوڑا دینگے

مریض عشق کو نافع وصال ماہرویان ہے
بہلا کیہ مسیحا اس مرض کی کیا دوا دینگے

کہان سرکشی ہرگز نہ کہتا ہمسے اے قاتل
اگر تم تیغ کھینچوگے تو ہم گردن جھکا دینگے

نیاز و ناز کا نقشا محبت مین ہے او مشتاق
اگر وہ گالیان دینگے تو ہم اونکو دعا دینگے

کوئی رفیق کوئی آشنا نہین رکھتے
جہان مین دوست ہم اوسکے سوا نہین رکھتے

مزہ ملا یہ صفائی مین ہے کہ غیر کو بھی
ہم اپنے آپسے ہرگز خفا نہین رکھتے

بگڑ کے کرتے ہین جب مجھسے سخت گوئی وہ
تو ہم بھی بات کوئی پھر اوٹھا نہین رکھتے

لگاؤ سے یہ تنفر ہے آپ کو صاحب
کہ آپ بات مین ڈورا لگا نہین رکھتے

کہا جو مین نے کہ رکھتے نہین کسیکا پاس
تو ہنسکے بولی کہ بکتا ہی کیا نہین رکھتے

اگرچہ اور بھی ہین دلربا جہان مین مگر
تری طرح سے وہ ناز و ادا نہین رکھتے

عجیب حال ہی اپنا کہ اوسکی فرقت مین
حواس و ہوش ہم اپنے بجا نہین رکھتے

طبیب کہتی ہین بیمار عشق سے سنبھلے
ہم اس مرض کی تو صاحب دوا نہین رکھتے

اب اس زمانہ مین شائق جو صاف باطن ہین
کسیکے دل کا ستانا روا نہین رکھتے

ہی مآل کار کا اندیشہ اب ہر دم مجھے
بس یہی غم ہی نہین ہی اور کوئی غم مجھے

اپنی سایہ سے بھی وحشت دوستو کرتا ہون مین
اسقدر رہا یا ہی کچھ تجرید کا عالم مجھے

گالیان اوسنے لب شیرین سے مجھکو آج دین
کیا تماشا ہی ہوا ہے آب حیوان سم مجھے

تیرے وعدونپر نہین آنیکا مجھکو اعتماد
اس طرحکی دے چکا ہی بارہا تو دم مجھے

مو بمو تار نگہ خط شب دیجور سے ہے
جب سے آئی ہی نظر وہ کاکل پرخم مجھے

روبرو اوسکے زبان نطق ہو جاتی ہی بند
اس سبب سے کہتے ہین سب آشنا ابکم مجھے

ضبط آہ و نالہ حتی الوسع تو مینے کیا
کیا عجب رسوا کرے یہ دیدۂ پرنم مجھے

شعر مین توجیہ کا ہوتا روا گر اختلاف | جائے ظالم خوش نہ آتا یہ کبھی ظلم مجھے

مین تو شائق ہو لکر اوس سے کبھی الجھا نہین
زلف جانان کس لئی کرتی ہی یون برہم مجھی

قطعہ

زندگی مجکو بار خاطر ہے | کسقدر انتشار خاطر ہے
بعد مردن بھی خاک میری حیف | دوستون کی غبار خاطر ہے

ولہ

یاد آئے پیچ طول کاکل خمدار کے | جبکہ دیکھے ہمنی کالے کوس جمنا پار کے

مخمس بر غزل جناب مرزا حاتم علی بیگ صاحب مہر تخلص شاگرد ناسخ مرحوم

تپش وصل نی دکھایا یہ اثر رات کی رات | ہاتھ مین میرے رہی زلف و کمر رات کی رات
بخت بیدار رہا اپنا مگر رات کی رات | رہا آغوش مین ہر شک قمر رات کی رات

ماہ ہالہ مین رہا تا بہ سحر رات کی رات

وا دئے ہجر کی ہمسے نہوئی طے منزل | کچھ نہ تدبیر بن آئی رہے یکسر غافل ہے
ہمنشین کس سے کہون جا کے یہی مشکل | آج پھر ہجر کا دن آیا کہ بیچین ہی دل ہے

کل تو ٹھیرا تھا ذرا در د جگر رات کی رات

سال کی سال ہمین اوس سے ہی مہجوری — ہر مہینا ہمین ذیقعد سا گذرا خالے

جی لگا جب نہ وطن مین تو سفر کی ٹھیری — راہ چلتی ہوئے منزل پہ ملاقات ہوئی

اس مہینے مین رہا ماہ صفر رات کی رات

بس یہی ہی مجھے مرغوب بلائین لیلون — منھہ کی تیری کسی اسلوب بلائین لیلون

پاس آ او مرے محبوب بلائین لیلون × — زلف مشکین کی ترے خوب بلائین لیلون

مین ترے صدقے ہمین آج ٹھہر رات کی رات

قصہ خوانی تری کاکل کی صفت آج جو کی — مختصر بات تھی پر شوق سماعت سے بڑھی

شام سے تا بسحر آنکھہ نہ جھپکی اپنی × — طول سا طول ہوا بل بی درازی تیری

ہوئی افسانۂ کاکل مین بسر رات کی رات

مدۃ العمر مین اک مرتبہ پائی شب وصل — لا کہ تدبیر سے دی ہمکو دکھائی شب وصل

اپنی تقدیر بڑے زور سے لائی شب وصل — برسون نالان رہے اک تکو آئی شب وصل

سو بھی نالے نے دکھایا یہ اثر رات کی رات

زندگی عالم فانی کی ہے مانند حباب × ہی طلسمات جہان گذران نقش بر آب
کیجیے عیش کے تا وسع مہیا اسباب × ترک دنیا نہ کیا چاہیے تا عہد شباب

اس سرا مین کبھی ذرا کیجے بسر رات کی رات

میری خاطر سی ذرا آج کی شب چھپ جانا × یعنے بانگ سحری لب پہ نہ اپنے لانا
پس دیوار کبھی زنہار نہ میرے آنا × ہی شب وصل کہین شام سے مت چلّانا

آج چپ رہیو ذرا مرغ سحر رات کی رات

سارے معشوق ہین ذرہ مہ کنعان تجھے × بلبل شیفتہ مین ہون گل خندان تو ہے
شائق و شیدہ مین ہون شہ خوبان تجھے × مہر دلسوختہ مین ہون مہ تابان تو ہے

ہی شب وصل سحر کی تو سحر رات کی رات

مخمس دیگر بر غزل مرزا صاحب ممدوح

اس طرح قطرۂ خون میرے جگر سے نکلے × لعل جس طرح سے بس بطن حجر سے نکلے
دل نہ کیون خون ہو سر کیون نہ نظر سے نکلے × لخت دل شکل لئی دیدۂ تر سے نکلے

تو امان پارۂ یاقوت گہر سے نکلے

نخل طوبی کو اوسے دیکھ کے ہوتا ہی حسد
صفت اعضاے سمنٹ کی نہین کرتی ہی حد
کہتی ہی طبع رسا مجھسے کہ اے اہل خرد
نہ ذقن ہی نہ وہ لب ہین نہ وہ پستان نہ وہ قد

سیب و عناب و انار ایک شجر سے نکلے

جلوۂ حسن سے تھراتی ہین تیری جاوید
شعلۂ و صاعقہ و ماہ منور ناہید
دیکھین دو شمس بہنگام سحر ہے یہ امید
تو بھی چل بام پہ وقت طلوع خورشید

نکلے اک مہر ادہر ایک اودہر سے نکلے

ہو جبیں عہدہ برا کیونکہ تری کاکل سے
شعبدے چرخ مشعبد نے نہ دیکھے ایسے
یہ طلسمات نئے زلف سے ہمنے دیکھے
مار ضحاک ہوئی زلف تری دلکو مرے

سانپ وہان شانونسے نکلے یہان سر سے نکلے

تو یہ کہتا ہی کہ باقی ہے فقط نام ہی نام
نہ سکندر ہے نہ جمشید نہ آئینہ نہ جام
پر مرے ذہن مین ہمدم ترا سودائے یہ خام
چشم بینا ہو تو جو جام سے جب نکلا تہا کام

وہی جمشید کے اب کاسۂ سر سے نکلے

بعد مدت جو ہم اوس بت سے ہم آغوش ہوئے
تہا یہ ڈر کا نہ کہین مرغ سحر بول اوٹھے

بیٹھتے اوٹھتے یہی بات تھی لب پر میرے ۔ ہی دعا وصل کی شب مجھ عدو اوڑین دنیا سے

یا نہ آواز کبھی مرغ سحر سے نکلے

ہون غم و درد مصیبت سے نہایت محزون ۔ ستم چرخ سے ازبس ہی مرا حال زبون

تنگ ہی دہر کی وسعت مین کدہر کو جاؤن ۔ قید اس گنبد بیدر مین ہون کیونکر نکلون

راہ ملتی ہی نہین کوئی کدہر سے نکلے

یون بھی لٹتی ہوئے دیکھا ہی کسی انسان کو ۔ دل دیا دین دیا صدقہ کیا ایمان کو

ہائے بااین ہمہ کیا بغض رہا جانان کو ۔ ہم موئے یہان تو وہان حکم ہوا دربان کو

آج تابوت کبھی کا نہ ادہر سے نکلے

زر مین اور زرین تو کچہ فرق نہین ہی اصلا ۔ زر سے زر زر سے ہو زر پھیر ہی اک نقطہ کا

اور زر ہی سے تو ہر چیز کو ہی نشو و نما ۔ غفلت اہل دول نشتر زر سے ہے بجا

کیجے معکوس تو زر حرف نہین تر سے نکلے

واقعی چھاتیان ایسی تو کہان ہوئینگی ۔ مگر اک بات سی مجھکو نظر اونہین پڑے

یعنی انگیا کی سجاوٹ پہ ذرا غور جو کی ۔ اوسکی پستان پہ نظر آئے گل داودے

سرو سے نکلے ثمر پھول ثمر سے نکلے

ہم نہیں سمجھی تھی شائق غم دوری جانکاہ — ورنہ کیون کرتے سفر کسلیے چلتے یہ راہ
اب تو کچھ ہو نہیں سکتا ہی بجز نالہ و آہ — مہر بیتابئی دل سی ہے خدا ہی آگاہ

ہا سے کیون کوئے بت رشک قمر سے نکلے

مخمس بر غزل جناب شیخ علی حزین صاحب متخلص بحزین

می گلگون کا کوئی جام پلا اے ساقی — جلد آ دیر نکر بہر خدا اے ساقے
میکشی کا ہی اسی وقت مزہ اے ساقی — ابر تر دامن و سرمست ہوا اے ساقے

خوش بود بادۂ خورشید لقا اے ساقی

چھوٹا میخانہ فقط مجھسے رہے سب آباد — صبر کی جا ہی نہیں جائے فغان و فریاد
بس یہی کہتی چلی ہم تو بجان ناشاد — باطن پاک بزرگان ہمہ جا یارت باد

بجم بادہ سپردیم ترا اے ساقی

مجھسے مخمور سے ہوتا ہی منغص بیجا — اُسکا دفعیہ ترے سامنے دشوار ہی کیا
پوچھتا ہوں میں یہی تجھسے کہ بیوجہ بھلا — درد سر میکشی از نالۂ مخمور چرا

می توان بست بجامی لب ما ای ساقی

اک پیالہ کی فقط کرتی ہیں تجھسے درخواست ۔ تیرا احسان بہر حال بجا ہے اور راست
کچھ تصنع نہیں کہتا ہوں نہیں ہے یہ کم و کاست ۔ گرچہ با ابر کفت قطرہ زدن ما بیجاست

جام اگر نیست بہ ہم ہست بجا ای ساقی

تھی تمنا کہ کسی طرح سے میں کشتۂ غم ۔ خانقہ چھوڑ کے میخانہ میں پہونچوں اک دم
بارے گھبرا کے اب اے معدن اشفاق و کرم ۔ بدر میکدہ از خشکی زہد آمدہ ام

نشود تر نشود دامن ما ای ساقی

یہ بھلا کونسی ہے بات یہ کیا ہے عنوان ۔ دور ساغر میں بچا جاتا ہمیں کو ہر آن
ایک قطرہ نہ ملے ہمکو پئے سارا جہان ۔ ابر احسان تو دریا دل و ما سوختہ جان

شرم بادت ز لب تشنۂ ما ای ساقی

جتنے عاشق ہیں ہا کرتے ہیں شائق غمگین ۔ غم دل عاشق دلخستہ سے جاتا ہی نہیں
آج کل سے نہیں ایسا یہ پریشان و غمین ۔ سحر باشد کہ ز خونین جگر آنست حزین

با اسیران وفا چند جفا اے ساقی

ایضاً بر غزل افصح شعرای زمان جناب مرزا حاتم علی بیگ صاحب مہر

دل حلقۂ کاکل مین گرفتار نہ کیجو   چاہت کا کسی کی کبھی اقرار نہ کیجو
گو یوسفِ ثانی ہو مگر پیار نہ کیجو   سب کیجیو پر عشق تو زنہار نہ کیجو

اے مہر خبردار خبردار نہ کیجو

اس دامِ بلا مین تو ہوا اتنو گرفتار   گل سمجھیو اوسکو جو نظر آئے تجھے خار
چپ ہیو اگر ہو یخین یہان کتنی ہی آزار   نازک ہی بہت خاطر صیاد خبردار

نالہ کہین اے مرغِ گرفتار نہ کیجو

تھا شدتِ وحشت سے گرانبار دل اپنا   رونے سے ہوا پر یہ سبکبار دل اپنا
کیا لطف جو یونہی رہے بیکار دل اپنا   بہتر ہے جو ہو صرفِ غمِ یار دل اپنا

صرفہ کبھی اے دیدۂ خونبار نہ کیجو

اس عارضۂ عشق سی فریاد و فغان آہ   بچنی کی تو مطلق نظر آتی ہی نہین راہ
کیا قہر و غضب ہے بخدا یہ غمِ جانکاہ   گر لاکہ مرض ہون تو بلا سے مگر اللہ

اوس نرگسِ بیمار کا بیمار نہ کیجو

ظاہر ہے کہ سفاک ہے بس وہ بت بے پیر — اور اوسکے بگڑ جانے مین ہوتی نہین تاخیر
کمبخت سمجھتا نہین کیا کم ہے یہ تقصیر — وہ سوتا ہی اور کرتا ہے تو نالہ شبگیر

اے دل کہین اوس فتنہ کو بیدار نہ کیجو

طیار ہوا نامہ بھی اے نامہ بر اب تو — جس طرح سے بن آئے روانہ تو اودہر ہو
پر تجکو قسم ہے مرے اے پیر خوشخو — یہ نامہ نے نام تو دیجیو اوسکو

قاصد یہ مرا نام تو اظہار نہ کیجو

قطعہ

جس روز دن تھا آوارہ صحرائے بلا مین — سیاح پھر اک کوہ و بیابان کا تھا مین
اک روز کا احوال کہون دوستو کیا مین — وحشت مین سکو ہر قدر مجنون جو گیا مین

لکھا تھا محبت کوئی ہشیار نہ کیجو

کہنے کو کہین میرے اگر تو نے نہ مانا — اور جوشش جوانی مین ہوا عاشق شیدا
بالفرض کہ آغاز مین کچھ حظ بھی اوٹھایا — دیوانہ پھر آخر کو بہت ہاتہ ملیگا

اس دشت مین پا وقف سر خار نہ کیجو

مشتاق کیطرح ہاتہ اوٹھا دونون جہان سے — کہ حرف شکایت نہ کبھی اپنی زبان سے

حاصل نہین جز یزدہ دری آہ و فغان سے ۔ جل جائیو اے مہر تپ عشق تپان سے

گر ضبط ہے تو آہ شرربار نہ کیجو

ایضاً

عوض لطف ملا حلقۂ زنجیر مجھے ۔ لیچلی پھر سوئے زندان مری تقدیر مجھے

آہ کچھ آہ نے دکھلائی نہ تاثیر مجھے ۔ دلکی واشد کی نہ سوجھی کوئی تدبیر مجھے

ہو گیا غنچۂ گل غنچۂ تصویر مجھے

دیکھ آنکھون سے ذرا اشک فشانی میری ۔ رحم کھا دیکھ کے یہ سوختہ جانی میری

عوض اللہ یہ گر تو نے نہ مانی میرے ۔ مفت برباد ہی جائیگی جوانی میری

خاک مین یون نہ ملا اے فلک پیر مجھے

بسکہ مجروح ترے ابروئے خمدار سے ہون ۔ سوختہ شعلہ صفت آتش رخسار سے ہون

کیا کہون تنگ جو اس ہجر کے آزار سے ہون ۔ جان بلب شدت درد دل بیمار سے ہون

مت ستا بہر خدا او بت بے پیر مجھے

نام لے لیکے ترا ہو شرربار روتا ہون ۔ یاد کر کے ترے انداز جفا روتا ہون

اپنے مقسوم پہ اے ماہ لقا روتا ہون | غیر تو ہنستا ہی تجھسے مین لہو روتا ہون

رنگ دکھلاتی ہے کیا کیا مری تقدیر مجھی

تو قسم مجھسے جو کہتا ہون کسی اور کی چاہ | ہو تمھین مد نظر اپنے تو ہر دم واللہ
کیون خفا بیٹھے ہو کہتی تو مرا کیا ہی گناہ | نہوا محو مین کب دیکھ کے مژگان سیاہ

نہ کیا آپ نے کسدن ہدف تیر مجھے

آگے کہتا تھا کہ ہی جیبین کردن تجکو دونیم | اندنون پیار سے کرتا ہی وہ عزت تکریم
سخت حیران ہون یہ کیا بات ہی اے رب کریم | ہنسکے بیوجہ تو اوسکا نہین کرنا تعظیم

کچہ نہ کچہ رنگ دکھائیگی یہ توقیر مجھے

ہمنشین کیا کہون جس طرح کے غم کہاتا ہون | لاکہ صورت دل شیدا کو مین سمجھاتا ہون
درد دل خاک اوسے اپنا سناتا ہون | ذکر کیا بات کا منھہ دیکھکے رہجاتا ہون

محو کر دیتی ہی اوس شوخ کی تقریر مجھے

سیر گلشن کو وہ غارتگر جان جاتا تھا | اتفاقیہ سر راہ وہ مجکو جو ملا
ضبط بیتابی دل سے نہ وہان پر بھی ہوا | مینے اک آہ جو کی دیکھکے اوسکو تو کہا

واہ یہ نالہ تو بس کر چکے تاثیر مجھے

توجو کہتا ہی کہ اس طرح سے غافل نہ رہو | شائق اس حالمین کچھ فکر قیامت ہے کرو
خوف ہنگامۂ محشر مجھے کسواسطے ہو | حشر مین دفتر اعمال کے رد کرنے کو

مہر بس ہے سند نامۂ تقدیر مجھے

تمام شد مخمسات شائق

قطعات تاریخ دیوان وصاف جنت عنوان از شعرائے برگزیدہ روزگار

قطعۂ تاریخ طبع از طبع وقاد ورائق حافظ الٰہی بخش صاحب شائق مصنف دیوان

نباشد قابل تعریف نظمم | نمی گویم کہ کلک من گہر سفت
ولیکن از برائے نذر احباب | نمودم طبع را با خون دل جفت
سن تصنیف آن ہاتف بہ شائق | برائے دوستان این تحفہ ہا گفت
۱۲۹۲ھ

قطعۂ تاریخ از نتائج افکار دُر ربار سیّد وارث علی صاحب المتخلص سیفی

عزیز دلی شائق خوشخصال | غزلہا بتائید یزدان نوشت
بچشم تامّل اگر بنگرے | نباشد چنین نظم آسان نوشت

ببین سال تصنیف سیفی زفکر ۔ بطرز خوش اسلوب دیوان نوشت ۱۲۹۸ھ

قطعۂ تاریخ از نتائج افکار حکیم سید ابن حسن صاحب رئیس فرخ آباد

جب الٰہی بخش شائق کا یہ دیوان خوب سے ۔ چھپکے تابان ہوگیا مانند خورشید منیر
۱۲ ۹۴ھ
واسطے سال مسیحی کے مسیحا ای طبیب ۔ بولے یہ دیوان چھپا بیمثل و زیبا بے نظیر ۱۸۷۷ء

قطعۂ تاریخ از طبع طباع مرزا سردار علی بیگ صاحب متخلص فائق

مرحبا صد آفرین ای شائق عالی وقار ۔ با متانت با فصاحت خوب یہ دیوان لکھا
سن لے ای فائق بگوش دل یہ ہاتف نے کہا ۔ گلشنی بیخار دیوان ۱۲۹۴ھ سال ہی تصنیف کا

قطعۂ تاریخ از فکر رسائے خواجہ عبد الرزاق صاحب مشتاق

کہا دل نے جو یہ دیوان دیکھا ۔ کہ خوش اسلوب لکھ تاریخ اسکی
مناسب ہے تجھے فکر رسا سے ۔ نہایت خوب لکھ تاریخ اسکی
طبیعت بول اوٹھی فوراً کہ مشتاق ۔ بدل مرغوب ۱۲۹۸ھ لکھ تاریخ اسکی

قطعۂ تاریخ از کلک گہر سلک بخش الٰہی صاحب قیس تخلص ساکن اٹاوا

حقیقت میں ہے یہ دیوان بے مثل ۔ نہ کیون مداح ہون اسکے سخنور

لکھا شائق نے طبع نکتہ زا سے ۔ دکھایا فکر صائب کا یہ جوہر
نظر کی مینے جب اسپر تو دیکھا ۔ کہ ہر اک شعر ہے ہمسلک گوہر
مناسب ہے لکھا اسکی سال تصنیف ۔ طبیعت نے کہا مجھسے مکرر
ہوئی کہنے سے اوسکے تب مجھے فکر ۔ جھکا زانو پہ اپنا غور میں سر
کہا دل نے نکر کچھ فکر اے قیس ۔ یہ ہے تاریخ گنج خوب و بہتر ١٢٩٤ھ

قطعہ تاریخ طبع از ہیچمدان نثار احمد بن حافظ نیاز احمد مغفور بریلوی کاتب دیوان ہذا شاگرد حافظ امام الدین خان

جب کہ یہ دیوان پر مضمون شائق نے کہا ۔ خوش ہوئے پڑھ کر اوسے تھے جسقدر اونکے حبیب
دل نے میری بھی کہا محظوظ ہوکر ای نثار ۔ لکھ سن تصنیف اب دیوان پر مضمون عجیب ١٢٩٤ھ

ایضاً در سنہ عیسوی

ہوا طیار جب یہ نظم دلکش فکر شائق سے ۔ نثار اوسکی مجھے تاریخ لکھنے کا خیال آیا
چھپا کر چشم بد بین مصرع تاریخ یہ لکھا
بہت اچھا چھپا دیوان الٰہی بخش شائق کا

قطعۂ تاریخ از طبع سلیم شیخ بدلی صاحب متخلص بہ کیوان بلگرامی

چو نظم شائق حافظ نمود جلوہ گری — پسند شد نظر اہل علم و اہل ہنر
بگوش خاطر کیوان برائے تاریخش — سروش گفت کہ دیوان حافظ دیگر ۱۲ھ

قطعۂ تاریخ از خامۂ فصاحت ختام شیخ عبد الستار صاحب شفق

خامۂ شائق چو این دیوان نوشت — از لب ہر کس برآمد مرحبا
مصرعی در وصف او کردم رقم — سال تصنیفش ازان شد برملا
از شفق آن مصرع نیکو شنو — عندلیب مدح سنج خوشنوا ۱۲۹۴ھ

قطعۂ تاریخ از قلم براعت رقم شمس الدین صاحب شمس ساکن دلیل نگر

جب کہ شائق نے یہ کہا دیوان — اونکے احباب نے کہی تاریخ
شمس نے بھی بغور و فکر تمام — گلشن طرفہ تر سے لکھے تاریخ ۱۲۹۴

قطعۂ تاریخ از فکر صائب شیخ علی احمد صاحب لائق

بین بدیوان شائق ذی خلق — میزند مثل موج مضمون جوش
سال طبعش بہ لائق مجزون — نظم شد بیمثال گفت سروش ۱۲۹۴

از نغمات بلبل گلزار معانی طوطی سحر بیان نکتہ دانی منشی محمد ابو الحسن صاحب

یہ الٰہی بخش شائق کا کلام	جب ہوا مطبوع ہر طبع رسا
یوں حسن نے مصرع تاریخ طبع	چھپ گیا موزوں و پر مضموں لکھا

قطعہ تاریخ ریختہ خامہ شیخ احمد بخش صاحب احمد تخلص

ہو چکا جب ختم خوبی سے یہ نظم آبدار	دیکھ لو اس سے مصنف کا ہوا جوہر پدید
اسکی برکت میں ہی کیا شک یعنی یہ لکھا گیا	آخر ماہ مبارک اولیں ماہ عید
نے سر امید تاریخ اسکی ہاتف نے کہی	خوب یہ دیوان شائق نے لکھا احمد جدید

قطعہ تاریخ از خاطر دریا مقاطر شیخ عبد الستار صاحب کوکب تخلص

شائق خوش بیان چو این دیوان	از سر وقت کمال نوشت
سال تصنیف خامۂ کوکب	چشمۂ فیض بے زوال نوشت

قطعہ تاریخ از فکر صائب جالینوس زمان بقراط دوران حکیم باقر علی صاحب قیس

کیا طبع ہے کیا فہم ہے کیا فکر رسا ہے	کیوں حضرت شائق کا ثنا خواں ہوں انسان
دیوان ہے یا حسن مضامین کا مرقع	انسان جو شائق ہیں تو مشتاق ہی جان

غزلین ہین کہ اعجاز مسیحا کہون اسکو — اشعار کے معنی ہین کہ مردونمین پڑی جان

جو مصرع برجستہ ہے قدرت ہے خدا کے — جو لفظ ہے بے شبہ وہ اللہ کی ہے شان

جب ہو چکا ممدوح کا یہ باغ شگفتہ — کرنے لگا مین ذہن مین تاریخ کا سامان

آئی یہ ندا ہاتف غیبی کے وہان قیس

فردوس فصاحت کا ہے لاریب یہ دیوان

تقریظ چکیدۂ قلم بلاغت رقم منشی یحیی علی صاحب متوطن بلند شہر

وحدہ لاشریک ذات خداست — کز حکمتش وجود ارض و سماست

ہمہ عالم ز فیض او گلشن — تر و تازہ از و ریاض سخن

صد صلواۃ و سلام بر سرور — ہادی دین شافع محشر

واقف رمز و سر رحمانی — راز دان کلام یزدانی

قرب او ظاہر از کلام خدا — قاب قوسین گفت او ادنی

مژدہ باد ا بجملہ اہل زمن — جلوہ افروز گشت تازہ سخن

شاعر خوش بیان فصیح زبان — صادق القول و حافظ قرآن

مخزن لطف و معدن اخلاق / مظهر جود و مصدر اشفاق

زینت افزای صدر عزت و جاه / از رموز سخن کمال آگاه

ناز بر طبع او نزاکت را / فخر بر ذات او فصاحت را

در غزلها تخلصش شائق / فکر او صائب است و هم فائق

کرد تصنیف عمده دیوانے / شعر شعرش بود گلستانے

بر نقوشش جداول رنگین / شیفته صد نگارخانهٔ چین

خوشنویسِ زمان نثار احمد / که بود وصف او زیاده ز حد

ریخته بر صفحه لولوی رخشان / خامهٔ او که هست دُر افشان

طبع در مطبع نظامی شد / عمده مطبوع گشت و نامی شد

ز اهتمام ستودهٔ عالم / پیرو سنّتِ شفیع امم

ذی همم با صفات والا شان / صاحب الجود عبد رحمن خان

مالکِ مطبع نظامی هست / ذاتِ سامیش بس گرامی هست

کرد در طبع سعی بے پایان / تا ابد باد خرّم و شادان

یحیی گوید اسے آهے این دیوان | باد مطبوع طبع اهل جهان

وله قطعهٔ تاریخ

خهی شائق شائقِ ذی کمال | سخن سنج و هم ماهر علم و فن
ز فرط مروت بخلقِ وسیع | عنایات مبذول دارد بمن
ز فکر رسا خوب دیوان نوشت | بفیض خدائے زمین زمن
نقوش جداول چنیان خوشنما | که زد چتر بر شاخ گل نارون
همین باد دل شاد یحیی علی | بگفتا زهے گلستان سخن

وجه مهر و دستخط مهتمم

برای سندیه یعنی که این کتاب مطبوع مطبع نظامیست

مهر و دستخط مهتمم ثبت نموده شد.

کتبه نثار احمد بن حافظ نیاز احمد مغفور بریلوی

[illegible] خان حنفی
محمد عبدالرحمن خان

ضیق النفس تشنجی اور کگ کھانسی میں جو مزمن ہو اور امراض عصبیہ میں جو
بلا شرکت دماغ کے ہوتے ہیں اور مالیخولیا اور * کوریا * اور مرگی اور مرض
کنٹھ مالا اور تبخیر رحم اور جریان میں سرد حمام کرنے سے فائدہ ہوتا ہی اور
جب سرد پانی کو کسی نلی کے وسیلہ دھار باندھ کر بہت زور سے ڈالتے ہیں
تب اوسے * ڈوچھ باتھ * کہتے ہیں یہ اکثر بیہوشی وغیرہ میں استعمال
کیا جاتا ہی اور * ہوٹ باتھ * یعنی گرم ابزن سنگرہ اور تشنج تازہ اور
اور ایسی طرح کے امراض میں استعمال کرنے سے مفید ہوتا ہی اور جب
گرم پانی سے صرف بھپارہ لیتے ہیں تب اوسکو * ویپر باتھ * کہتے
اور جب اوسمیں کوئی دوا بھی داخل کردیتے ہیں تب اوسکو
مڈیکیٹڈ ویپر باتھ * بولتے ہیں
بلسٹر * یا * ویسیکنٹ * یعنی آبلہ لانے والی ادویہ انکا بیان
تفصیلاً آگے کیا جاوے گا
بلڈ لیٹنگ * یعنی خون نکالنا اور یہ دو طرح پر ہوتا ہی ایک تو عام جیسے
فصد اور شریان کو تراش کے خون لینا اور دوسرے * ٹوپیکل *
یعنی کسی خاص مقام سے خون نکالنا جیسے جونک یا پچھنا لگانا

خون نکالنے کی علت غائی

اوّل قلب کے فعل اور دوران خون کے زور کو کم کرنا دوم بدن سے
خون کو گھٹانا سوم اور اعضا سے خون کو کھینچ کے جای فصد کی طرف لانا



CALL No. { ACC. No. ٥٣٢٣٩
AUTHOR شائق علی خان
TITLE گلزار منظوم

URDU SECTION

Date	No.	Date	No.

MAULANA AZAD LIBRARY

URDU SECTION

ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY

-:RULES:-

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of Re. 1/- per volume per day shall be charged for textbooks and 10 P. per vol. per day for general books kept overdue